راہِ جنت

بجواب

راہِ سُنّت

از

صاحبزادہ مفتی اقتدار احمد خان نعیمی

نعیمی کتب خانہ

دنیائے نجدیت میں تہلکہ مچا دینے والی کتاب

راہِ جنّت

بجواب

راہِ سُنّت

مُصنّف

صاحبزادہ مفتی اقتدار احمد خان نعیمی

مع

کتاب مقیاس جنّت بجواب "باب جنّت"

ناشر: نعیمی کتب خانہ
مفتی احمد یار خان روڈ گجرات

پیش لفظ

بندہ گنہگار ہیچ مداں محمد اقتدار خان ناظرین والا شان کی خدمت میں عرض پرداز ہے کہ میں نے کتاب "راہ سنت مولفہ مولوی سرفراز خانصاحب صفدر گکھڑوی کا بغور مطالعہ کیا اور انکا آخر کتاب میں دس ہزار روپے کا اعلان بھی دیکھا۔ وہ کتاب کیا ہے۔ مکڑی کا جالا ہے جس کا دیکھنے میں بہت پھیلاوا مگر حقیت کچھ بھی نہیں اس کا دارومدار دوسری کتب دیوبندیہ کی طرح دھوکوں اور خیانتوں پر ہے۔ میں نے اس کا جواب یعنی یہ کتاب جو آپکی پیش نظر ہے۔ بہت پہلے لکھ لی تھی جس کا اشتہار بھی دے دیا تھا۔ مگر مجھے پتہ یہ لگا کہ کتاب راہ سنت ایسی گمنام سی کتاب ہے جس سے اہل سنت تو کیا خود نجدی دیو بندی وہابی بھی بے خبر ہیں جس سے بھی اس کتاب کا تذکرہ ہوا اس نے یہ ہی پوچھا کہ راہ سنت کونسی کتاب ہے اور کس نے لکھی ہے چنانچہ اشتہار دینے پر بھی اس کے بہت کم طلب کے آرڈر آئے اس لئے میں نے اس کا جواب چھاپنے کا ارادہ ترک کر دیا اور سمجھا کہ اس کا جواب دینا درحقیقت راہ سنت کو مشہور کرنا ہے۔ کچھ قلمی سوالات میں نے مولوی صاحب مذکور کو بھیجے جن کا جواب تو وہ نہ دے سکے مگر انہوں نے نہایت تکبرانہ انداز میں مجھے لکھا کہ تم میرے شاگرد در شاگرد کے برابر بھی نہیں ہو لہٰذا میں تمہیں منہ نہیں لگا سکتا ایک بار گجرات میں میری مصنف مذکور سے ملاقات ہوئی اور میں نے ان سے زبانی جوابات کا مطالبہ کیا تو نہایت لاپرواہی سے فرمایا کہ جاؤ تم جیسے میں نے بہت دیکھے ہیں اس کتاب کا جواب لکھنے والے کسی ماں نے جنے ہی نہیں تم سے جو ہو سکتا ہے کرلو پھر بعض دیوبندی وہابیوں کو کہتے سنا گیا کہ اہل سنت سے اس کتاب کا جواب ناممکن ہے مجبوراً" یہ کتاب چھاپنا پڑی اس کا نام لطمہ شیر ببر بر نجدی زادہ گکھڑ تھا۔ مگر والد صاحب کے فرمانے پر اس کا نام راہ جنت رکھا رب تعالے قبول فرمائے۔

اقتدار احمد خان عرف مصطفٰے میاں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی والصلوۃ والسلام علی سید الانبیاء وسند الاصفیاء
محمد المصطفے وعلی الہ واصحابہ البر التقی

آج سے قریبا اکیس سال پہلے میرے ولی نعمت استاذ برحق والد ماجد حضرت حکیم الامت مولانا الحاج المفتی احمد یار خاں صاحب شیخ الحدیث مدرسہ ... پاکستان نے ایک مبسوط کتاب لکھی جاء الحق زہق الباطل جس میں مذہب دیو بندیت کے ہر مسئلے کی ایسی پرزور تردید کی کہ بفضلہ تعالے دیوبندیت نجدیت وہابیت بسمل کی طرح تڑپنے لگی اور دم توڑنے لگی اللہ تعالی کے فضل اور حضور شفیع یوم النشور باعث ایجاد عالم مالک کون ومکان حضرت محمد ﷺ کے کرم سے وہ کتاب ایسی مقبول ہوئی کہ عرصہ میں بار بار چھپی۔ ہندو پاکستان کے علاوہ دیگر ممالک حتی کہ مدینہ منورہ افریقہ انگلستان (لندن) تک پھیلی۔ اسے اہل سنت نے آنکھوں سے لگایا۔ علماء کرام نے پسند فرمایا صوفیاء عظام نے مقبول کیا۔ حضرت قطب الوقت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب علی پوری قدس سرہ العزیز نے حضرت مصنف کو خلعت وانعامات سے نوازا اور فرمایا کہ اس کا اصلی صلہ ان شاء اللہ قیامت میں اللہ تعالی ورسول ﷺ سے دلوایا جائیگا حضرت مصنف کے پیر مرشد حضرت صدر الافاضل فخر الاماثل مولانا سید محمد نعیم الدین صاحب قدس سرہ العزیز مراد آبادی نے حضور مجدد دین وملت اعلی حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی رضی اللہ تعالی عنہ کا جبہ مبارک حضرت حکیم الامت کو عطا فرمایا غرض یہ کہ بزرگان دین نے اس کتاب کو بہت ہی پسند فرمایا اس کے مطالعہ سے بہت سے پکے نجدی دیوبندی وہابی پلپلے پڑ گئے اور پلپلے نجدی دیوبندی توبہ کرکے پختہ سنی مسلمان ہوگئے والحمد اللہ علی ذلک نجدی دیوبندی بہت پیچ وتاب کھاتے سر سہلاتے رہے مگر بجز انگلیاں چبانے غم کھانے کے کچھ بن نہ آتی تھی آخر کار اکیس سال کے بعد گکھڑ ضلع گوجرانوالہ کے ایک جوشیلے دیوبندی عالم مولوی سرفراز خاں صاحب صفدر نے اس کتاب کا جواب لکھنے کی کوشش کی اور ایک کتاب مسمی بہ راہ جنت لکھی اس کتاب میں مصنف مذکور نے اہل سنت کو جواب نہ دیا بلکہ اپنے مذہب کو جواب دے دیا ہے جیسا کہ انشاللہ ناظرین ملاحظہ فرمائیں گے میں کتاب راہ

سنت پر کچھ لکھنے سے پہلے مذہب دیوبندیت کے متعلق کچھ عرض کرتا ہوں۔

دیوبندیت اور دیوبندی

دیوبندیت کو خود نجدی دیوبندی وہابی ہی اپنے ہاتھوں گہری قبر میں دفن کر چکے ہیں اب دیوبندیت عیسائیت کی طرح صرف کتابوں کی زینت رہ گئی ہے رہا دیوبندیوں کا عمل وہ بالکل برعکس ہو چکا اب دیوبندیوں کا قلمی مذہب اور ہے قولی مذہب اور مگر عملی مذہب کچھ اور ہے۔ آپ دیوبندیوں کی تحریر تقریر وعمل میں انتہا درجہ کا فرق بلکہ تضاد پائیں گے بطور نمونہ چند چیزیں پیش کی جاتی ہیں۔

مزارات پر عمارات

دیوبندی دھرم میں مزارات اولیاء اللہ پر عمارات بنانا حرام کفرو شرک ہے اور بنی ہوئی عمارتوں کو ڈھا دینا عین فرض اور رکن ایمان ہے بلکہ مولوی سرفراز خان صاحب نے اس کتاب راہ سنت کے صفحہ ۱۷۲ پر لکھا کہ مزارات اولیاء اللہ کے پاس جو مسجدیں ہوں انہیں بھی ڈھا دینا ضروری ہے چنانچہ وہ اس جگہ بحوالہ مرقات فرماتے ہیں "ویجب الھدم وان کان مسجد" اور خود ہی یوں ترجمہ فرماتے ہیں گرانا واجب ہے اگرچہ مسجد ہی کیوں نہ ہو اسی جگہ فرماتے ہیں کیونکہ مسجد ضرار بھی آخر مسجد ہی کے نام سے تعبیر کی گئی تھی نتیجہ ظاہر ہے کہ اولیاء اللہ کے مزارات کے پاس جو مساجد ہیں ان سب کا گرا دینا ڈھا دینا جائز یا مستحب نہیں بلکہ واجب ہے رہے قبور اور قبور پر عمارات ان کے متعلق تو کچھ پوچھئے ہی نہیں فرماتے ہیں۔

تجب المبادرة الی ھدمھا وھدم القباب التی علیہا — ان اونچی قبروں کو اور ان قبروں پر جو قبے اور گنبد بنائے گئے ہیں انکو گرا دینا واجب ہے راہ سنت صفحہ ۱۷۶

اور فرماتے ہیں۔

لایجوز بقاؤھا ویجب ھدمھا — ان کا چھوڑنا جائز نہیں ان کا گرا دینا واجب ہے۔ راہ سنت صفحہ ۱۷۷

مسلمانوں شکر کرو کہ پاکستان ہیں نجدیوں دیوبندیوں کا راج نہیں ورنہ بھارت میں تو

ہزار دو ہزار مسجدیں ہندوؤں نے گرائی ہونگی یہ نجدی پاکستان کی لاکھوں مسجدیں ڈھا دیتے خدا گنجے کو ناخن نہ دے کہ گنج کھجلائے خون بہائے حالانکہ خاں صاحب نے مرقات کی عبارت نقل کرنے میں بہت ہی خیانت کی کیونکہ مرقات کی پوری عبارت یہ ہے۔ وللحرمة فی المسبة ویجب الهدم وان كان مسجدا یعنی یہ ممانعت وقف۔ قبرستان میں ہے کہ وہاں بنی ہوئی عمارت کا ڈھانا اگرچہ مسجد ہی ہو کیونکہ تبدیلی وقف ہے خانصاحب نے اگلی پچھلی عبارت چھوڑ دی

عمل

مزارت کے قبوں و مسجدوں کے متعلق دیوبندی نجدی تحریریں آپ دیکھ چکے اب دیو بندی عمل ملاحظہ فرمائیں ابھی کچھ عرصہ ہوا کہ ۲۹ جولائی 1960 کو قائداعظم بانی پاکستان محمد علی جناح کی قبر پر حکومت پاکستان نے عظیم الشان قبہ مقبرہ کی عمارت بنانے کے لئے ہزار ہا روپیہ کا تخمینہ لگایا جب سنگ بنیاد رکھنے کی رسم صدر مملکت پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں نے ادا کی تو اس وقت دیوبندیوں کے شیخ الشیوخ مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی بھی وہاں پر براجمان و تشریف فرما تھے بلکہ شمع محفل نظر آرہے تھے آن موصوف نے نہ یہ کہ اس موقعہ پر حق کی تبلیغ کی نہ یہ کہ خاموش رہے بلکہ ایک بلیغ تقریر فرمائی جس میں حکومت کے اس قبہ سازی کی بہت تعریف کی اور گذشتہ حکومتوں پر اعتراض کیا کہ انہوں نے اس کار خیر میں دیر لگائی مولانا کی یہ تقریر اخبارات جنگ کوہستان وغیرہ میں شائع ہوئی مسلمانو! غور کرو مولانا سرفراز صاحب مزارت کے قبے بلکہ وہاں کی مسجدوں کو گرانا واجب و ضروری فرمارہے ہیں اور مولانا احتشام الحق قبے بنانے کو کار خیر فرمارہے ہیں وہ تھا قول یہ ہے عمل دیکھو اخبار جنگ راولپنڈی ۱۴ اگست ۱۹۶۰ء اور گجرات کے دیوبندیوں نے گجرات کے قبرستان بھٹیاں کے جنازہ گاہ پر قبضہ کرنے وہاں وہابیت کا اکھاڑہ بنانے کے لئے اس جنازہ گاہ میں رمضان ۱۳۶۲ھ کو تراویح وجمات پنجگانہ باقاعدہ جماعت سے ادا کرنی شروع کردی حالانکہ اس جنازہ گاہ کے چہار طرف قبریں ہیں اور اس کی غربی جانب ایک بزرگ چولے والے کا مزار ہے خود جنازہ گاہ کے صحن میں بہت قبریں ہیں یہ ہے دیوبندی عمل کہ قبروں کی طرف سجدے کررہے ہیں۔

کیا فرماتے ہیں حضرت مولوی سرفراز خاں صاحب

اور تمام علماء دیوبند اس مسئلہ میں کہ ازروئے شریعت دیو بندیہ مولانا احتشام الحق صاحب واجب الہدم چیز کو خیر فرما کہ مشرک کافر فاسق ہوئے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

مزارات اولیاء اللہ پر حاضری

دیوبندی عقیدہ یہ ہے کہ مزارات اولیاء اللہ پر جانا وہاں جاکر اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا قتل وزنا سے بھی بدتر گناہ ہے چنانچہ مولوی سرفراز خاں صاحب اپنی اس کتاب راہ سنت میں ۱۹۲ پر بحوالہ شاہ ولی اللہ صاحب تحریر فرماتے ہیں جو شخص اجمیر میں خواجہ چشتی کی قبر پر یا سالار مسعود غازی کی قبر پر یا ان کی مانند کسی اور قبر پر اس لئے گیا کہ وہاں دعا کرے گا اور اس کی دعا وہاں مقبول ہوگی تو اس نے ایسا گناہ کیا جو گناہ قتل وزنا سے بھی بدترین گناہ ہے مسلمانو! شکر کرو کہ پاکستان میں نجدیوں' دیوبندیوں۔ وہابیوں کی بادشاہت نہیں ورنہ بھارت میں تو ہندوؤں نے ہزارہا مسلمانوں کو شہید کیا یہ دیوبندی پاکستان میں لاکھوں مسلمانوں کو قتل بلکہ رجم وسنگسار کردیتے کیونکہ تمام دنیا کے مسلمان زیارت قبور وہاں دعائیں مانگنے پر عامل ہیں۔ اور یہ حرکت دیوبندیوں کے ہاں قتل وزنا سے بدتر ہے تو یقیناً" یہ سارے مسلمان اس سزا کے مستحق ہوئے جو زنا وقتل کی سزا ہے بلکہ ابھی حال ہی میں ایک دیوبندی صاحب عبدالقادر نامی نے حضور داتا گنج بخش قدس سرہ لاہوری کے مزار پر انوار کے متصل تمام گلی کوچوں میں قلمی اشتہار لگائے کہ مردوں میں دعا قبول کرنے کی طاقت نہیں ان کے مزارات پر فیض مانگنا شرک وبدعت ہے پھر رات کے آخری حصہ میں تمام آستانہ اور زائرین کو زندہ جلا دینے کی کوشش کی زائرین کے کپڑوں اور آستانہ کے درو دیواروں پر مٹی کا تیل چھڑک دیا تیلی جلائی تھی کہ کسی کو حرکت کا پتہ لگ گیا۔ اور وہ پکڑا گیا۔ اگر ایک سیکنڈ کا موقعہ اسے مل جاتا تو یہ بد نصیب تمام مسلمانوں کو زندہ جلا دیتا دیکھو اخبار کوہستان وغیرہ مجریہ ۲۶ دسمبر ۱۹۶۱ء یہ ہے ان ظالم دیوبندیوں کی اسلام دشمنی اور مسلم کش توحید ممکن ہے کہ اس عبدالقادر نے ہمارے مولوی گکھڑوی کے اس فتوے پر عمل کرنا چاہا ہو۔

عمل

یہ تھا دیوبندیوں کا تحریری مذہب اب انکا عملی مذہب بھی دیکھ لو۔ شیخ الہند مولوی محمود الحسن صاحب دیوبندی اپنے پیشوا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کی قبر کے متعلق مرثیہ گنگوہی میں فرماتے ہیں

تمہاری قبر انور کو میں دے کر طور سے تشبیہ
کہوں ہوں بار بار ارنی مری دیکھی بھی نادانی

مولانا احتشام الحق صاحب قائداعظم کے مزار پر سنگ بنیاد رکھتے وقت بڑی عقیدت سے حاضر ہوئے اور تعمیر مزار کے کام کو کار خیر فرمایا۔

دیوبندیوں کی مشہور کتاب ارواح ثلثہ صفحہ ۳۲۲ پر اپنے مذہب کے ایک بزرگ مولوی محمد یعقوب صاحب کی کرامت لکھی کہ ایک بار نانوتہ میں جاڑہ بخار کی بہت وبا پھیلی جو شخص مولانا کی قبر کی مٹی لے جاکر باندھ لیتا اسے شفا ہوجاتی اس کثرت سے لوگ مٹی لے گئے کہ جب بھی مٹی ڈلواؤ ختم تب ان کے صاحبزادہ صاحب نے عرض کیا کہ آپ کی تو کرامت ہوگئی ہماری مصیبت آگئی اگر اب کوئی اچھا ہوا تو ہم مٹی نہ ڈلوائینگے ایسے ہی پڑے رہیو لوگ جوتہ پہن کر تمہارے اوپر چلیں گے بس اس دن سے کسی کو آرام نہ ہوا۔ ارواح ثلثہ صفحہ ۳۲۲ مسلمانو! یہ ہے دیوبندیوں کا عملی مذہب کہ اپنے بزرگوں کے قبر کی مٹی کو بھی دافع بلاشافی الامراض جانتے ہیں پھر سماع موتی اور مردوں سے عرض معروض کرنا سب ہی درست سمجھتے ہیں۔

کیا فرماتے ہیں مولوی سرفراز خاں صاحب

اور تمام علماء دیوبند اس مسئلہ میں کہ احتشام الحق ۔۔۔ محمد طیب صاحب مہتمم مدرسہ دیوبند مولف ارواح ثلثہ اشرف علی صاحب محشی کتاب ہذا روئے شریعت دیوبندیہ مشرک کافر بدعتی ہیں یا نہیں اور ان کے یہ اعمال قتل وزنا سے بدتر تھے یا نہیں۔

پنجتن پاک

عام مسلمان یہ شعر پڑھا بھی کرتے ہیں اور مکانوں کی چوکھٹوں پر بھی کندہ کراتے ہیں

لی خمسة اطفی بہاحر الوباء الحاطمه
المصطفے والمرتضیٰ وابناهما والفاطمه

اور عموماً مسلمان مسافر کو وداع کرتے وقت کہتے ہیں جا اللہ رسول کی امان پانچ پیروں کا سایہ بعض لوگ مسافر کے بازو پر امام ضامن کے نام کا روپیہ باندھتے ہیں کہ امام حسین کی ضمان میں جائے۔ خیریت سے آئے۔ واپسی پر اس روپیہ کی حضرت شہید کربلا دافع کرب و بلا کی فاتحہ کرتے ہیں ان اعمال کو دیابند شرک اکبر کہتے ہیں۔ ہمارے خاں صاحب گکھڑوی بھی اس سے بہت ناراض ہیں انہوں نے اس شعر میں یوں ترمیم کی ہے۔

لی واحد اطفی بہ حر الوباء الحاطمه

یہ ہے دیوبندیوں کا مذہب کہ امام ضامن باندھنا شرک ہے کفر ہے ارتداد ہے،
آیئے اب ہم آپ کو ان کا عمل دکھلاتے ہیں۔

عمل

صدر مملکت پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں صاحب جب جان کینڈی صاحب کی دعوت پر امریکہ کے دورہ پر گئے تو کراچی سے روانگی کے وقت ان کے بازو پر دیوبندیوں کے پیشوا مولانا احتشام الحق نے امام ضامن باندھا چنانچہ یکشنبہ ۹ جولائی ۱۹۶۱ء کے جنگ راولپنڈی میں یہ خبر شائع ہوئی اور ۱۰ جولائی کے جنگ میں مولانا موصوف کا فوٹو شائع ہوا جس میں آپ صدر مملکت کے بازو پر امام ضامن باندھ رہے ہیں یہ عمل معمولی دیوبندی کا نہیں بلکہ ان کے امام وپیشوا مولانا احتشام الحق صاحب کا ہے۔

کیا فرماتے ہیں مولوی سرفراز خانصاحب

اور تمام علماء دیوبند اس مسئلہ میں کہ احتشام الحق صاحب ازروے شریعت

دیوبندیہ اس عمل کی وجہ سے مشرک کافر مرتد۔ بدعتی ہوئے یا نہیں مولوی صاحب ہمت کیجئے جو فتوے آپ ہم لوگوں پر دیا کرتے ہیں حضرت مولانا پر بھی وہی شائع فرمادیں۔

حاضر ناظر عرس وغیرہ

عام مسلمان عرس بزرگان نذر نیاز کیا کرتے ہیں اور حضور ﷺ کے متعلق عقیدہ رکھتے ہیں کہ سرکار ابد قرار باذن پروردگار تمام عالم کو اس طرح دیکھ رہے ہیں جیسے آئینہ دار آئینہ کو اور ارواح قدسیہ "آنا" فانا" مشرق و مغرب کی سیر فرمالیتی ہیں اور متوسلین کی مدد کرتی ہیں اس کو مسئلہ حاضر ناظر کہتے ہیں حضرات علماء دیوبند خصوصاً" گکھڑوی اس کو کفر وشرک بدعت وغیرہ فرماتے ہیں خاں صاحب گکھڑوی نے اس کی تردید میں کتب تحریر فرمائی ہیں۔ یہ ہے ان کا قلمی وقولی مذہب۔

عمل

اب دیوبندیوں کا عملی مذہب ملاحظہ فرمادیں دیوبندیوں کے مایہ ناز عالم واعظ عنایت اللہ شاہ صاحب گجراتی نے والد صاحب کو تحریر دی جس میں انہوں نے عرس بزرگان نیاز فاتحہ کو جائز مانا اور مانا کہ حقیقت محمدیہ عالم کے ذرہ ذرہ میں جلوہ گر ہے یعنی مسئلہ حاضروناظر درست ہے اشتہاری شکل میں جھگڑے کا خاتمہ کے عنوان سے چھپاگیا پھر پندرہ ۱۵ برس کے بعد اس سے پھر گئے اور شائع کیا کہ مجھ سے غلطی ہوگئی تھی۔ میں ان مسائل سے رجوع کرتا ہوں۔ دیکھو ان کا اشتہار اعلان حق"

دیوبندیوں کے شیخ الشیوخ رشید احمد صاحب اپنی کتاب امداد السلوک کے صفحہ ۱۰ پر تحریر فرماتے ہیں۔

ہم مرید بہ یقین داند کہ روح شیخ مقید بہ یک زماں نیست پس ہرجاکہ مرید باشد قریب یا بعید اگرچہ از شیخ دور است اما روحانیت او دور نیست

نیز مرید یقین سے جانے کہ پیر کی روح ایک وقت کسی جگہ میں قید نہیں تو مرید جہاں بھی ہو دور یا نزدیک اگرچہ پیر سے دور ہو مگر پیر کی روح دور نہیں

کیا فرماتے ہیں مولوی سرفراز خانصاب

اور تمام علماء دیوبند کہ ازروئے شریعت دیوبندیہ مولانا عنائت شاہ صاحب گجراتی اور مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کافر مشرک بدعتی وغیرہ ہیں یا نہیں ان بزرگوں نے نبی کریم ﷺ کو بلکہ مولوی رشید احمد صاحب نے تو پیروں کو ہر جگہ حاضر وناظر مانا۔

میلاد شریف

عام مسلمان ہمیشہ خصوصاً شادی غمی کے موقعہ پر اور بارہ ربیع الاول شریف۔ دن میلاد شریف بہت اخلاص سے کرتے ہیں دنیا کے ہر خطہ میں خصوصاً حرمین طیبین میں اس مجلس شریف کا عام رواج ہے مگر دیوبندی اسے بھی حرام وکفر وشرک قرار دیتے ہیں اور سارے مسلمانوں کو اس کی وجہ سے مشرک ومرتد مانتے ہیں ان دیوبندی نجدیوں کا مشہور مقولہ ہے کہ کفرو شرک کی محفل ہے محفل میلاد ہمارے مولوی سرفراز صاحب بھی اس سے بہت ناراض ہیں چنانچہ انہوں نے اپنی کتاب راہ سنت میں اس کی حرمت پر بہت زور دیا ہے یہ ہے دیوبندیوں کا قلمی مذہب۔

عمل

اب ذرا ان کا عملی مذہب ملاخط ہو دیوبندی نجدیوں کے حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی مدرسہ جامع العلوم کانپور میں عرصہ تک نوکر رہے وہاں عام مسلمان اہل سنت تھے میلاد شریف کا عام رواج تھا مولانا بھی میلاد شریف اور قیام کرتے رہے خواہ اچھا سمجھ کر یا تقیہ کے طور پر رب جانے اسے ہمارے گکھڑوی صاحب نے بھی تسلیم کیا ہے چنانچہ راہ سنت کے صفحہ ۱۵۸ پر فرماتے ہیں اور حضرت تھانوی اپنے زندگی کے ابتدائی دور میں اس کے (میلاد شریف) جواز کے قائل تھے پھر رجوع کرلیا تھا۔ اب گکھڑوی صاحب فرمائیں کہ اتنے دن تک تمہارے حکیم الامت صاحب مشرک وکافر رہے یا نہیں اگر رہے تو پھر تجدید ایمان وتجدید نکاح کیا یا نہیں اگر نہیں کیا تو آپ نے ان کے خلاف فتوی کیوں نہ دیا بہت سوچ سمجھ کر فتوی دیں۔

شاہ ولی اللہ صاحب درثمین فی مبشرات النبی الامیں میں اپنے والد ماجد شاہ عبدالرحیم صاحب سے نقل فرماتے ہیں۔

اخبرنی سیدی والدی قال کنت اصنع فی ایام المولد طعاما صلة للنبی صلی الله علیه وسلم فلم یفتح فی سنته من السنین شیئی اصنع به طعاما فلم اجد الاحمیصا مشویا نفسمته بین الناس فرایته صلی الله علیه ولم بین یدیه هذه الحیص مبتهجا شاشاه

میرے والد صاحب نے مجھے خبردی کہ میں میلاد شریف کے زمانہ میں بارہویں ربیع الاول نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر کرنے کے لئے کھانا پکایا کرتا تھا۔ ایک سال مجھے صرف بھنے ہوئے چنے ملے میں نے وہ ہی لوگوں میں تقسیم کردیئے میں نے حضور ﷺ کو دیکھا کہ آپ کے سامنے یہ بھنے چنے تھے اور آپ بہت خوش تھے۔

اسی طرح شاہ ولی اللہ صاحب فیوض الحرمین میں فرماتے ہیں۔

وقدکنت قبل ذالک بمکة المعظمه فی مولد النبی صلی الله علیه وسلم فی یوم ولادته والناس یصلون علی النبی صلی الله علیه وسلم یذکرون ارهاصاته التی ظهرت فی ولادته ومشاهده قبل بعثته فرایت انوار ساطعته دفعته واحدة فوجدتها من قبل الملئکته الموکلین بامثال مشاهد هذه المجالس

میں اس سے پہلے مکہ معظمہ میں تھا۔ حضور ﷺ کی جائے ولادت پاک میں پیدائش شریف کے دن اور لوگ حضور پر درود شریف پڑھ رہے تھے اور آپکے وہ معجزات بیان کر رہے تھے جو ولادت پاک کے وقت اور ظہور نبوت سے پہلے ظاہر ہوئے کہ اچانک میں نے چمکتی ہوئی روشنیاں دیکھیں میں نے یہ روشنیاں ان فرشتوں کی دیکھیں جو ان جیسے موقعوں اور ان جیسی مجلسوں کے لئے مقرر ہیں۔

غور فرماؤ کہ مکہ معظمہ میں تاریخ ولادت میں مقام پیدائش شریف میں میلاد شریف ہورہا ہے اور نجدی دیوبندیوں کے مانے ہوئے پیشوا شاہ ولی اللہ صاحب اس میں شریک ہوتے ہیں اور وہاں فرشتوں کے انوار دیکھتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ بعض

فرشتے میلاد شریف جیسی مجلسوں میں شرکت کے لئے مقرر ہیں۔

کیا فرماتے ہیں مولوی سرفراز صاحب

اور تمام علماء دیوبند کہ شاہ ولی اللہ صاحب ان مجالس میلاد میں شرکت کی وجہ سے مشرک بدعتی تھے یا نہیں اگر تھے تو آپنے ان کے خلاف اب تک فتوے کیوں نہ دیئے انہیں اپنا پیشوا کیوں مانتے ہیں۔

ہماری پیش گوئی

ہم اللہ رسول کے بھروسے پر پیش گوئی کرتے ہیں کہ ان کے خلاف فتوے دینے کے لیئے نہ سرفراز صاحب سے قلم اٹھے گا نہ کسی اور دیوبندی صاحب سے ان کے پیشوا کتنے ہی شرک وبدعت کریں ان کے لئے ان بزرگوں کے قلم ٹوٹے ہوئے ہیں زبانیں خاموش ہیں شرک وکفر کی دو دھاری تلوار صرف ہم اہلسنّت کے لئے ہے اگر یہ حضرات مبلغ اسلام کسے سچے توحیدئے ہیں تو ہمت کرکے ان پر قلم کیوں نہیں اٹھاتے معلوم ہوا کہ ان کے فتوے اخلاص سے نہیں بلکہ عناد سے ہیں ہم دعوے سے کہتے یں کہ مزعومہ شرک وبدعت ان کے تمام پیشوا کرتے ہیں علم غیب حاضر وناظر استمداد بالاولیاء وغیرہ سب کچھ مانتے ہیں مگر ان کے فتوے صرف ہم اہل سنت پر ہیں ان پر نہ فتوے دیئے ہیں نہ دیں گے۔

لطیفہ

مولوی سرفراز صاحب اذان قبر سے بہت ناراض ہیں وہ اس کا مذاق اڑاتے ہوئے راہ سنت ۲۱۹ پر فرماتے ہیں کہ اگر اذان سے شیطان کو بھگانا مقصود ہے جو اس وقت میت کو بہکا کر امتحان قبر میں ناکام بنانے کی کوشش کر رہا ہے تو بریلوی پیروں مولویوں کو چاہیئے کہ اپنی زوجہ سے صحبت کرتے وقت بھی مریدوں سے اذان کہلوایا کریں تاکہ اس وقت شیطان صحبت میں دخل نہ دے اذان قبر میت کی امداد ہے تو اذان مجامعت میں اس بھائی بہن اور اس کی ہونے والی اولاد کی امداد ہے کہ اذان کی برکت سے وہ سب شیطان سے محفوظ رہیں گے۔ نیز چاہیئے کہ پاخانہ جاتے وقت بھی اذان

کہلوایا کرو تاکہ اس کی برکت سے وہ شیطان بھاگ جائے جو پاخانے پر مسلط ہے پاخانہ یوں جایا کرو کہ تم پاخانہ کرتے ہو اور ہمارے مریدین وہاں اذان دیتے ہوں اگر تم بیوی سے مجامعت کرتے وقت اور پاخانہ جانے وقت اذان دینا گوارا نہیں کرتے تو اذان قبر اور ان دونوں اذانوں میں فرق بتاؤ۔

مسلمانو! دیکھا یہ ہے بخدی تہذیب ان بدلگاموں کی زبان وقلم سے نہ خدا تعالیٰ بچا نہ رسول ﷺ نہ اسلامی احکام یہ اعتراض ہم پر نہیں بلکہ حضور ﷺ کی ذات گرامی اور حضرات فقہاء عظام پر ہے کیونکہ حدیث پاک میں وارد ہوا کہ اذان سے شیطان چھتیس ۳۶ میل تک بھاگ جاتا ہے ختم ہونے پر آجاتا ہے تکبیر پر پھر بھاگتا ہے ختم ہونے پر آتا ہے اس لئے بچہ کی پیدائش پر اس کے کانوں میں اذان تکبیر کا حدیث شریف میں حکم ہے تاکہ بچہ شیطان سے محفوظ رہے مولوی سرفراز صاحب حضور ﷺ پر اعتراض کر رہے ہیں کہ جب جب بچہ پیدا ہونے پر اس کے کان میں اذان کہی جاتی ہے تاکہ شیطان سے محفوظ رہے تو بچہ رہتے وقت یعنی ماں باپ کی مجامعت کے وقت اذان کیوں نہیں دی جاتی تاکہ بچہ شیطان سے محفوظ رہے نیز فقہا فرماتے ہیں کہ آگ لگنے راہ بھولنے غم واندوہ طاری ہونے جنات کے غلبہ پر اذان دی جاوے۔ مولانا سرفراز صاحب فرماتے ہیں کہ اے امام ابوحنیفہ وغیرہم حضرات جو ان موقعوں پر اذان دینے کا حکم دیتے ہو تو عورت سے صحبت کرنے اور پاخانہ کرتے وقت اذان کا حکم کیوں نہیں دیتے مولوی صاحب اسلام اور بانی اسلام اور فقہا عظام پر چوٹ کر رہے ہیں نہ کہ ہم پر۔ اچھا مولوی صاحب تم نبیوں ولیوں علماء فقہا پر چوٹ لگانے کے لئے ہو اور یہ گنہگار ان کے ہی دین کی حمایت کے لئے ہے شعر

پسند اپنی اپنی مقام اپنا اپنا
کئے جاؤ ے خوار و کام اپنا اپنا

فرق ہم سے سنو مجامعت اور پیشاب پاخانہ شرم وحیاء کے کام ہیں اس لئے تنہائی میں پردہ کے ساتھ کئے جاتے ہیں کتوں گدھوں کی طرح کھلم کھلا علانیہ نہیں کئے جاتے ہمارے نبی ﷺ نے ہم اہل سنت کو ان جیسے موقعہ پر شیطان سے بچنے کے لئے اور اعلےٰ دعائیں تعلیم فرمائی ہیں ۔ آہستہ پڑھ لی جاتی ہیں مگر یہ اہل سنت کے لئے ہے

ہاں چونکہ نجدی دیوبندی ملت میں یہ کام علانیہ مریدوں کے سامنے بھی ہوتے ہیں انہیں چاہیئے کہ ایسے موقوں پر اعلان کے ساتھ یہ کام کیا کریں شاید ناظرین تعجب کریں کہ دیو بندیوں کے ہاں مجامعت علانیہ کیسے ہوتی ہے تو ہم ان کی کتابوں سے دکھاتے ہیں کہ یہ لوگ کیسے مہذب ہیں۔ دیوبندیوں کی مشہور کتاب ارواح ثلثہ مولفہ مولوی محمد طیب صاحب مہتمم مدرسہ دیوبند محشی مولوی اشرف علی صاحب تھانوی میں ۲۶۸ پر مولوی محمد قاسم صاحب بانی مدرسہ دیوبند کے حالات وکمالات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں اور جلال الدین صاحبزادہ محمد یعقوب صاحب سے جو اس وقت بالکل بچے تھے۔ بڑی ہنسی کیا کرتے تھے۔ کبھی ٹوپی اتارتے کبھی کمر بند کھول دیتے تھے۔ غور فرماؤ کہ لڑکوں کے کمر بند کھولنا وہ بھی مجمع میں جسے سب دیکھیں اور اس کا چھاپ کر شائع کرنا مولوی محمد قاسم صاحب کے کمالات عالیہ ہی سے ہے اب دیوبندیوں کو چاہئے کہ مجامعت کے وقت اعلان کیا کریں آگے تہذیب اجازت نہیں دیتی کچھ عرض کرنے کی۔ اگر ناظرین فرمادیں کہ یہ تو نابالغ کے کمر بند کھولنے کا ذکر ہے اس میں کیا حرج ہے تو آیئے ہم ان کے بالغوں کا عمل دکھاتے ہیں دیکھو اور عبرت پکڑو ارواح ثلثہ ۲۸۹ میں پیرو مرید کے فیض دینے لینے کی عجیب حکایت لکھی ہے ایک دفعہ گنگوہ کی خانقاہ میں مجمع تھا۔ حضرت گنگوہی اور حضرت نانوتوی کے مریدو شاگرد سب جمع تھے اور یہ دونوں حضرات بھی وہیں مجمع میں تشریف فرما تھے کہ حضرت گنگوہی نے حضرت نانوتوی سے محبت آمیز لہجہ میں فرمایا کہ یہاں ذرا لیٹ جاؤ۔ حضرت نانوتوی کچھ شرما سے گئے۔ مگر حضرت نے پھر فرمایا تو بہت ادب کے ساتھ چت لیٹ گئے۔ حضرت بھی اسی چارپائی پر لیٹ گئے اور مولانا کی طرف کروٹ لے کر اپنا داہنا ہاتھ ان کے سینہ پر رکھ دیا جیسے کوئی عاشق صادق اپنے قلب کو تسکین دیا کرتا ہے مولانا ہر چند فرماتے ہیں کہ میاں کیا کر رہے ہو یہ لوگ کیا کہیں گے حضرت نے فرمایا کہ لوگ کہیں گے کہنے دو انتھی بلفظہ ہم تو سنا کرتے تھے کہ شعر

طیبہ سے منگائی جاتی ہے　　　سینوں میں چھپائی جاتی ہے
توحید کی مئے پیالوں سے نہیں　　　آنکھوں سے پلائی جاتی ہے

صوفیا کرام نگاہوں سے فیض دیا کرتے ہیں۔ مگر ان بزرگوں کے ہاں پیچھے سے

خاص طرح فیض دیا جاتا ہے۔ وہ بھی سب کے سامنے تاکہ قیامت تک کے نجدی دیو بندی اپنے مریدوں شاگردوں کو فیض دینا سیکھ لیں۔ اب ان بزرگوں کے ہاں فیض دینے اور لینے کے یہ طریقے اعلانیہ کئے جاتے ہیں تو مجامعت کے وقت بھی آپ حضرات اعلان کیا کریں تو کوئی مضائقہ نہیں۔

دوسرا لطیفہ

مولوی گکھڑوی صاحب نے راہ سنت کے ۲۴۸ پر اعلی حضرت قدس سرہ کی وصیت نامہ کا وہ حصہ نقل فرمایا جس میں اعلی حضرت نے اپنی فاتحہ کے متعلق کچھ اعلی وعمدہ کھانوں کی فہرست دی ہے کہ فلاں فلاں چیز پر بہ طیب خاطر ہماری فاتحہ کردی جایا کرے۔ اور اس پر خوب طنز کئے۔ دیگر دیوبندی حضرات بھی اس وصیت کا مذاق اڑاتے ہیں کہ اعلی حضرت کو مرتے وقت بھی کھانے کی ہی فکر ہے۔ مگر ہم کو حیرت ہے کہ اس میں مذاق دل لگی یا طنز کی کیا بات ہے۔ یہ تو آیت کریمہ پر عمل ہے لن تنالو البرحتی تنفقو مماتحبون تم بھلائی نہیں پاسکتے۔ تاوقتیکہ اپنی پیاری چیز خیرات کرو۔ اعلی حضرت کو اللہ کی نعمتیں مرغوب تھیں ان کی خیرات کرنے کی وصیت فرمائی کہ میرے بعد اعلے درجہ کے کھانے ان فقراء ومساکین کو کھلانا جنہیں روٹی بھی میسر نہیں ہوتی۔ سبحان اللہ بوقت وفات بھی صدقہ وخیرات کی فکر ہے اور غرباء پروری کی شان کا ظہور۔

شاید مولوی سرفراز صاحب ودیگر دیابند کو شکایت ہوگی کہ اس فہرست طعام میں دیوبندیوں کی مرغوب غذا بھنے ہوئے کوؤں کا ذکر نہیں اور ان بزرگوں کو کوئے پسند ہیں مسلمانو! خیال رکھنا کہ دیوبندیوں کے مذہب میں کوا کھانا صرف حلال ہی نہیں بلکہ ثواب ہے۔ چنانچہ فتاوی رشیدیہ جلد دوم صفحہ ۱۳۰ پر کتاب التفسیر والحدیث سے کچھ پہلے ایک سوال وجواب ہے جو ہم بعینہ نقل کرتے ہیں۔

مسئلہ جس جگہ زاغ معروفہ کو اکثر حرام جانتے ہوں اور کھانے والے کو برا کہتے ہوں تو ایسی جگہ اس کوا کھانے والے کو کچھ ثواب ہوگا یا نہ ثواب ہوگا نہ عذاب۔

الجواب ثواب ہوگا فقط رشید احمد

اب بھلا مولوی سرفراز کیوں ناراض نہ ہوں کہ اس فہرست میں کوے کا ذکر نہیں معلوم سرفراز صاحب نے بھی یہ کار ثواب کیا یا نہیں اگر نہ کیا ہو تو ہم یہ ادب سے عرض کریں گے کہ کوا ضرور کھایا کریں۔ مفت کا شکار مفت کا ثواب ہے کھاؤ بھی اور ثواب بھی کماؤ اور پاکستان سے کوے بھی کم ہوئے۔ شعر

خبیث بہر خبیثہ خبیثہ بہر خبیث
کلاغ لیکے چلے یا الاغ لیکے چلے

یا اس وصیت سے اس لئے ناراضگی ہے کہ دیوبندیوں کے پیشواء مولوی اشرف علی صاحب نے مرتے وقت وصیت فرمائی تھی۔ جس میں اپنے مریدین خاص سے اپیل کی تھی، تم لوگ ۲۰ آدمی مقرر ہوجاؤ اور فی کس ایک روپیہ ماہوار اپنے ذمہ کرلو جو میرے مرے بعد میری بیوی کو دیتے رہو چنانچہ دیو بندیوں کی کتاب تنبیہات وصیت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کے صفحہ ۲۱ سطر ایک میں ہے میرے بعد بھی تعلق کا لحاظ غالب ہو وصیت کرتا ہوں کہ بیس آدمی مل کر اگر ایک ایک روپیہ ماہوار ان (میری بیوی) کے لئے اپنے ذمہ رکھ لیں (از رسالہ دیوبندی مذہب صفحہ ۲۰۸ ماشاء اللہ مرتے مرتے بھی مانگنا نہیں چھوڑتے بلکہ اشرف علی صاحب اپنی کتاب افاضات یومیہ جلد اول صفحہ ۲۹۶ سطر ۲۱ میں فرماتے ہیں میری ساری عمر مفت خوری میں گئی پہلے تو باپ کی کمائی کھائی بس بیچ میں بہت تھوڑے دنوں تنخواہ سے گذارہ ہوا پھر اس کے بعد سے وہ ہی سلسلہ مفت خوری کا جاری ہے یعنی مدت سے نذرانوں پر گذر (از دیو بندی مذہب صفحہ ۲۰۴)

ناظرین فرق دیکھ لیں کہ اعلی حضرت قدس سرہ جدی رئیس تھے۔ عمر بھر لوگوں کو کھلایا مرتے وقت بھی کھلانے کی وصیت کی مولانا اشرف علی صاحب کا معاملہ بالکل برعکس ہے عمر بھر دوسروں کے نذرانوں سے گذر کی مرتے وقت مانگتے ہی گئے اب دیوبندیوں کو اعلیٰ حضرت کی وصیت بری کیوں نہ معلوم ہو یہ مانگنے کھانے کے عادی اعلی حضرت دینے کھلانے کے عادی مولانا سرفراز صاحب دادی ونانی ہمیں یاد آئی یا تمہیں۔

نہ تم بیدادیوں کرتے نہ ہم فریادیوں کرتے

مولانا! ہوش کرو اگر تم نے ایسی پھکڑ بازی سے کام لیا تو بندہ نواز تمہارے

بزرگوں کی وہ پولیں کھلیں گی جو تمہیں پڑنانی یاد کرادیں گی۔ ان کے عشق ومحبت کی داستانیں جو تمہاری کتب میں لکھی ہوئی ہیں سب منظر عام پر آجاویں گی۔ اس لئے بہتر یہ ہی ہے کہ اپنے منہ کو لگام دو اور تہذیب کے دائرہ میں رہو۔

پردہ رہنے دو کہ اس پردہ میں رسوائی ہے

قبروں کے چڑھاوے

دیوبندیوں کے نزدیک بزرگوں کے مزارات کے چڑھاوے حرام ہیں۔ مااھل بہ لغیر اللہ میں داخل ہوکر غیر خدا کے نام کی چیز ان بزرگوں کے ہاں حرام ہیں۔ اسی قاعدے سے یہ لوگ گیارہویں بارہویں وغیرہ کی شیرینی کو حرام کہتے ہیں۔

عمل

اب ان بزرگوں کے عمل ملاحظہ کریں محکمہ اوقاف نے آمدنی والی مساجد ومزارات پر قبضہ کیا اور ان کی آمدنی کے متعلق مشہور ہوا کہ مدراس دینیہ پر خرچ ہوگی بس پھر کیا تھا خفیہ کوششیں شروع ہوگئیں کہ ہمارے مدارس کو اس آمدنی سے حصہ ملے۔ ہندوستان میں بھی یہ ہی کوشش رہی اور پاکستان میں بھی مسلمان تجربہ کرلیں اگر آج یہ وظیفے ملنے لگیں تو حضرات دیوبندیہ آگے بڑھ کر ہاتھ ماریں گے اور وظیفہ لیں گے۔ صرف جاری ہونے کی دیر ہے فرمایئے اگر یہ چڑھاوے حرام ہیں تو ان کا مدارس دیوبندیہ میں خرچ کرنا کیسا۔

دیوبندیت اور سائنس

موجودہ زمانہ میں سائنسی ایجادات دیوبندیوں کے لئے قہر الٰہی ہیں ایجادات نے دیوبندیوں کے شرک وکفر کو زندہ درگور کردیا۔ اب تو یہ حضرات اپنی حیاداری سے ہی اپنے مذہب پر ڈٹے ہوئے ہیں آج تک دیوبندی کہتے تھے کہ خدا کے سوا کسی کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ دور سے سن لیتا دیکھ لیتا ہے صریحی شرک وکفر ہے ایسے اعتقاد رکھنے والے مشرک ہیں اب دوربین ٹیلی فون ریڈیو وغیرہ نے دکھا دیا کہ ناری طاقت یعنی بجلی کے ذریعہ ہر جگہ کی آواز سنی بھی جاسکتی ہے اور دور کی چیزیں دیکھی بھی

جاسکتی ہیں بولو دیوبندیو کیا نور نبوت کی طاقت سائنسی طاقت سے کم ہے۔ آپ لوگوں نے سنا ہوگا کہ روس نے راکٹ چھوڑا۔ جس میں لائیکا کتیا" بٹھائی۔ یہ لائیکا کتیا زمین سے تیس ۳۰ ہزار میل بلندی پر اڑ رہی ہے اور ایک روسی زمین پر بیٹھے ہوئے خبر دے رہا ہے کہ اب لائیکا کھارہی ہے۔ اب سو رہی ہے اب بھونک رہی ہے اب اس کے خون کا دباؤ اتنا ہے اس کے دل کی حرکت کی یہ حالت ہے ایک روسی آدمی ناری آلہ کے ذریعہ تیس ۳۰ ہزار میل کے فاصلہ سے ایک جانور کی نبض معلوم کررہا ہے تو رسولوں کے شاہنشاہ حضور محمد ﷺ اگر مدینہ پاک سے ہم سب کے ایمان کی نبض پر ہاتھ رکھے ہمارے ہر حال سے خبردار ہوں تو اس سے تم کو بخار کیوں آتا ہے کیا روس پر ایمان ہے رسول پر ایمان نہیں بولو کہاں گئی دیوبندیت۔ آج تک دیوبندی کہا کرتے تھے کہ کسی کو ہر جگہ حاضر وناظر ماننا صریحی شرک ہے حتی کہ میں نے ایک دیوبندی سے کہا آصف بن برخیا آن واحد یعنی پلک جھپکنے سے پہلے تخت بلقیس یمن سے شام میں لے آئے جیسا کہ قرآن کریم فرما رہا ہے۔ انا اتیک بہ قبل ان یرتد الیک طرفک میں وہ تخت آپ کے پلک جھپکنے سے پہلے لادونگا۔ دیکھو اس میں علم غیب حاضر وناظر ولی کی تیز رفتاری ولی کی طاقت وقدرت سب ہی بیان ہوگئیں تو وہ دیوبندی نہایت دلیری سے کہنے لگا کہ یہ کام حضرت جبرائیل نے کئے تھے نہ کہ آصف برخیا انسان نے اور قرآن کریم جبرائیل کی گفتگو کا ذکر کررہا ہے یہ سن کر مجھے تو حیرت ہوگئی ان کی اس دلیری وہمت پر مجھے سخت افسوس ہوا کہ دیوبندی اپنے مذہب کی خاطر قرآن مجید کی تحریف بھی گوارا کرلیتے ہیں اگر رب تعالیٰ اس کی حفاظت نہ فرماتا تو یہ حضرات کبھی کا اسے بدل چکے ہوتے۔ مگرنئی زمانہ سائنسی ایجاد ٹیلی وژن نے یہ مسئلہ بھی حل کردیا ہم کہا کرتے تھے کہ یہ بیک وقت حضور ﷺ ہر مدفون مردے کی قبر میں جلوہ گر ہوتے ہیں جن کے متعلق فرشتے پوچھتے ہیں کہ تو انہیں کیا کہتا تھا۔ انہیں رسول نبی مرسل کہتا تھا یا اپنے جیسا بشر بڑا بھائی وغیرہ۔ تو دیوبندی اس کی لایعنی تاویلیں کیا کرتے تھے کہ ذہنی اشارہ ہے یا حضور کا فوٹو دکھایا جاتا ہے ایک شخص کو بہ یک وقت چند جگہ موجود ماننا شرک اکبر ہے مگر اب سائنس نے ٹیلی وژن کے ذریعہ ایک شخص کو بہ یک وقت ہزار ہا جگہ حاضر وناظر کردیا بولو دیوبندیو کہاں گیا تمہارا شرک۔ اس آفت ناگہانی

سے ان کے ہوش وحواس بگڑ گئے تو مافوق الاسباب کی دم لگائی کہ مافوق الاسباب یہ طاقت غیراللہ میں ماننا شرک ہے اور سائنسی آلات چونکہ اس کے اسباب ہیں لہٰذا ایسا ہوسکتا ہے ہم نے کہا کہ نبوت اور نور رسالت بھی ان تمام کملات کا سبب ہی ہیں تب ان بزرگوں کا حاضر ناظر ہونا اسباب کے ماتحت ہی ہوا تب لگے بغلیں جھانکنے غرض کہ اس سائنسی ایجادات کے زمانے میں دیوبندیوں کا دیوبندیت پر ڈٹا رہنا دیوانگی ہی ہے۔

علم غیب اور دیوبندی عقیدہ

مسئلہ علم غیب کے متعلق دیوبندیوں کا مشہور عقیدہ ہے کہ رب تعالےٰ نے کسی نبی ولی کو علم غیب نہیں بخشا یہ خاص صفت الٰہی ہے کسی کیلئے علم غیب عطائی بھی ماننا شرک ہے خصوصاً" علوم خمسہ کہ ماں کے پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی اور کل کیا ہوگا۔ یہ تو کسی نبی کو معلوم ہوسکتے ہی نہیں یہ حضرات ہم اہل سنت کو مسئلہ علم غیب کی وجہ سے مشرک وکافر کہتے ہیں۔

عمل

اب ان کا اپنا عمل ملاحظہ کرو۔ یہ لوگ اپنے پیروں پیشواؤں کو بڑے دھڑلے سے عالم غیب مانتے ہیں چنانچہ ان کی کتاب ارواح ثلثہ میں صفحہ ۴۸ پر مولانا شاہ عبدالقادر کے متعلق لکھا ہے۔ اصل واقعہ یہ ہے کہ اگر عید کا چاند تیس ۳۰ کا ہونے والا ہوتا تو عبدالقادر صاحب اول روز تراویح میں ایک سیپارہ پڑھتے اور اگر انتیس کا چاند ہونے والا ہوتا تو اول روز دوسیپارے پڑھتے تھے۔" مسلمانو! غور فرماؤ کہ یہ ہی دیوبندی جو حضور ﷺ کو علم غیب عطائی ماننے والوں کو کافر ومشرک کہتے ہیں اپنے مولوی عبدالقادر صاحب کے متعلق ایسا ڈبل علم غیب مانتے ہیں کہ انہیں پہلی رمضان کو ہی پتہ چل جاتا تھا کہ یہ چاند انتیس ۲۹ کا یا ۳۰ ہوگا اور ملاحظہ فرمایئے۔ اسی کتاب ارواح ثلثہ کے صفحہ ۲۵۳ میں اپنے بزرگ راؤ عبدالحق خاں صاحب خلیفہ شاہ عبدالرحیم کے متعلق ہے۔ "حالت کشف کی یہ تھی کہ کوئی لڑکا لڑکی کے لئے تعویذ لینے آتا بے تکلف فرمادیتے جاتیرے لڑکا ہوگا یا لڑکی لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت یہ کیسے آپ بتاتے ہیں فرمایا کہ کیا کروں بے محابانہ مولود کی صورت سامنے آجاتی ہے۔"

غور فرماؤ یہ ہے علم مافی الارحام کہ دیوبندیوں کے پیشوا کو بچہ پیٹ میں رہنے سے پہلے پتہ لگ جاتا تھا کہ اس کے ہاں کیا ہوگا۔ لیکن اگر ہم اہلسنت اپنے پیارے نبی ﷺ کے لئے یہ علم مانیں تو مشرک ہیں گردن زدنی ہیں۔ مگر ان کی توحید ایسی مضبوط ہے کہ یہ اپنے بزرگوں کے لئے کچھ بھی عقیدہ رکھیں نہ توحید جائے نہ ایمان میں کچھ فرق آئے۔

بیڑا پار لگانا

دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ کسی بزرگ کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ دور سے لوگوں کے ڈوبتے بیڑے ترا دیتے ہیں۔ بالکل شرک ہے اعلیٰ حضرت کا نعتیہ شعر ہے۔

الٹی نیویں جماتے یہ ہیں

ڈوبی ناؤ تراتے یہ ہیں

اس پر شرک کے فتوے لگاتے ہیں جو مسلمان کہتا ہے کہ حضرت غوث پاکؒ نے ڈوبی کشتی ترادی اس کو مشرک وکافر کہتے ہیں۔

اپنا عمل

مگر ان کا اپنا عقیدہ یہ ہے کہ ہمارے اپنے بزرگ مکہ شریف میں بیٹھے ہوئے سمندر میں ڈوبتے ہوئے جہاز کو بچا دیتے ہیں چنانچہ ارواح ثلثہ کے صفحہ ۱۷۱ پر حاجی امداد اللہ صاحب کے حالات میں ایک عجیب واقعہ لکھا ہے کہ بھلوا دوہ کے رہنے والے ایک رئیس حج کو چلے راستہ میں جہاز طغیانی میں آگیا۔ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ ایک صاحب لنگی پہنے ہوئے آئے اور فرمایا کہ جہاز ڈوبے گا نہیں بے فکر ہو اور میرا نام امداد اللہ ہے کچھ آگے مولف کتاب فرماتے ہیں کہ جہاز کو طغیانی سے نکالنے کے لئے لنگی ہی مناسب تھی اس لئے آپ نے لنگی پہنے دیکھا غور فرماؤ کہ ان کے پیر حاجی امداد اللہ صاحب ڈوبتے جہاز کو لنگی باندھ کر بچالیں۔ مگر حضور غوث پاک کے متعلق اگر ایسی حکایت بیان کی جاوے تو شرک ہوجاوے غرض کہ دیوبندیوں کے مذہب تین قسم کے ہیں قلمی مذہب اور ہے زبانی اور عملی مذہب کچھ اور شعر

دہرا مکان بنایا ہے رہنے کو یار نے
جب میں گیا ادھر وہ ادھر سے نکل گیا

اگر ہم کو طوالت کا خطرہ نہ ہوتا تو ہم دکھاتے کہ دیوبندی حضرات اپنے بزرگوں کے متعلق تمام وہ عقیدے رکھتے ہیں جن کی بناپر اہل سنت کو مشرک کہتے ہیں اس کتاب ارواح ثلثہ کے صفحہ ۲۴۲ میں تو یہاں تک لکھا ہے کہ مولانا قاسم نانوتوی بعد وفات زندہ لوگوں سے بیداری میں ملاقاتیں کرتے ہدایتیں دیتے تھے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ ہم اہل سنت ان بزرگوں کے لئے یہ کملات مانتے ہیں جنہیں تمام دنیاء اسلام مانتی ہے اور یہ حضرات اپنے گھریلو پیروں کے لئے۔

دیوبندیت سے فائدے

قانون قدرت ہے رب تعالے جسے فروغ دینا چاہتا ہے اس کے مخالف پیدا فرما دیتا ہے وہ مخالف اشاعت ذکر کا ذریعہ بن جاتا ہے آدم علیہ السلام کا مقابل ابلیس موسی علیہ اسلام کے مقابل فرعون حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مقابل نمرود کو پیدا فرمایا ہمارے حضور ﷺ کے مقابل ابوجہل پیدا ہوا۔ ان مخالفوں کے ذریعے نبی کی قوت وطاقت کا پتہ لگتا ہے اکھاڑے میں جب تک مدمقابل نہ ہو پہلوان کی طاقت وقوت کا پتہ نہیں لگتا۔ آج کسی قوم میں اپنے پیشواؤں کے مقابل پیدانہ ہوئے۔ سارے ہندو کرشن ورام چندر کے نام پر قربان سارے عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کی شان بیان کریں سارے یہودی موسیٰ علیہ السلام پر صدقے ہیں ان میں کوئی اپنے نبی کی نہ تنقیص کرے نہ توہین نہ ان کے ذکر کو روکے مگر مسلمانوں میں دیوبندی وہ ہیں جو کلمہ گو ہونے کے باوجود ہمیشہ نبی ﷺ کی شان گھٹانے میں کوشاں ہیں ہزار بہانوں سے حضور کا ذکر روکنے کے درپے ہیں۔ شعر

ذکر روکے فضل کاٹے نقص کا جویاں رہے
پھر کہے مردک کہ ہوں امت رسول اللہ کی

حتی کہ مولوی اسمٰعیل دہلوی نے تقویت الایمان میں یہاں تک حکم دیا کہ حضور ﷺ کی نعت نہ کہو صرف کہہ دیا کرو کہ وہ اللہ کے بندے اور رسول ہیں

وتمام کا فائدہ یہ ہوا کہ حضور ﷺ کا ذکر آپ کا نام اور بلند ہوگیا ہمارے گجرات میں میلاد شریف گیارہویں شریف ختم غوثیہ ختم خواجگان کہیں خال خال ہوتے تھے جب سے دیوبندیوں کی طرف سے مخالفت زیادہ ہوئی دیکھ لو آج تقریباً" گھر گھر گیارہویں بارہویں ختم غوثیہ وختم خواجگان کی مجلسیں دھوم دھام سے ہورہی ہیں کہ پڑھنے والے بمشکل ملتے ہیں یہ ان روکنے والے دیوبندیوں کی برکت ہے دیوبندیو! خوب روکے جاؤ محبوب کے چرچے خوب ہیں اور رہیں گے شعر

رہے گا یوں ہی ان کا چرچہ رہے گا
پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

دیوبندیوں کی بے اصولی

اگر آپ حضرات غور فرماویں تو دیوبندیت کوئی مذہب نہیں بلکہ ایک قوم ہے جس کا نہ کوئی اصول نہ قاعدہ دین حق کی پہچان یہ ہے کہ ربانی قاعدے واصول ٹھوس اور نہ ٹوٹنے والے ہوتے ہیں رب فرماتا ہے لاتبدیل لکلمات اللہ اور فرماتا ہے ولاتجد لسنۃ اللہ تبدیلا اور دین باطل کی پہچان ہی یہ ہے کہ اس کے اصول مقرر نہیں کہیں کچھ اور کہیں کچھ اگر دیوبندیت کی چھان بین کی جاوے تو ان کے تمام قواعد کا یہ ہی حال ہے۔ تقویۃ الایمان کی دیوبندیت دیکھو تو وہ کچھ اور ہی ہے بعد والے دیوبندیوں کی دیوبندیت دیکھو تو وہ کچھ اور ہے ان میں زمین وآسمان کا فرق ہے بلکہ تقویۃ الایمان اور صراط مستقیم کی دیوبندیت میں بہت فرق ہے اس بے اصولی کے کچھ نمونے ملاحظہ ہوں۔ دیوبندیوں نے پہلے تو فرمایا کہ خدا کے سوا کسی سے مدد مانگنا شرک ہے رب فرماتا ہے ایاک نعبد وایاک نستعین جیسے ماسوی اللہ کی عبادت شرک ہے ایسے ہی استمداد غیر شرک ہے جب سوال ہوئے کہ جناب ماسوی اللہ سے مدد تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام ذوالقرنین بلکہ خود ہمارے حضور ﷺ نے مانگی ہے اور قرآن کریم نے اس کا حکم دیا ہے۔ اور حضرات دیوبند حاکموں۔ حکیموں امیروں سے دن رات مدد مانگتے رہتے ہیں جتنے چندے جائز وناجائز دیوبندی کرتے ہیں اتنے دوسری قومیں نہیں کرتیں چندہ بھی استمداد ہی ہے تو آنکھیں کھلیں بولے کہ نہیں نہیں مردوں

سے مدد مانگنا شرک ہے زندوں سے جائز ہے عرض کیا گیا ہے کہ قبلہ آپ کی پیش کردہ آیت میں تو مردہ زندہ کا فرق نہیں نیز آپ کے پیشوا مولوی قاسم صاحب فرماتے ہیں شعر

مدد کرائے کرم احمدی کہ تیرے سواء
نہیں ہے قاسم بیکس کا کوئی حامی کار

یہ تو تمہارے خیال میں مردوں سے استمداد ہے تو بولے یہ ایک شاعرانہ خیال ہے یہ جائز ہے عرض کیا گیا کہ شرک بہرحال شرک ہے نثر میں ہو یا نظم میں فرمانے لگے نہیں نہیں یہ اور بات ہے یہ ہیں انکے اصول۔

دوسری مثال

دیوبندی ملّاں میں غیر خدا کو پکارنا شرک ہے آیت یہ پیش کرتے ہیں۔

() ومن اضل ممن یدعون دون الله — اس سے بڑھ کر گمراہ کون جو ماسوی اللہ کو پکارے

() هوالحی لا اله الا هوفادعوه — وہ اللہ ہی ہے زندہ اس کے سوائے کوئی معبود نہیں۔

جب عرض کیا گیا کہ جناب ہم دن رات ایک دوسرے کو پکارتے ہیں قرآن کریم نے رب کے بندوں کو پکارا ہے تو بولے نہیں نہیں بلکہ دور سے پکارنا یہ سمجھ کر وہ سن رہا ہے شرک ہے۔ عرض کیا گیا کہ ٹیلی فون وغیرہ پر بیٹھ کر دور سے پکارتے ہیں اور یہ سمجھ کر پکارتے ہیں کہ وہ سن رہا ہے بولے نہیں نہیں بلکہ مردوں کو پکارنا شرک ہے۔ عرض کیا گیا کہ جناب قبرستان میں جاکر کہتے ہیں السلام علیکم قوم من المسلمین اے مسلم قوم تم پر سلام ہو یہ حدیث پاک میں سکھایا گیا بولے نہیں نہیں بلکہ مردوں کو دور سے پکارنا شرک ہے جیسے غوث پاک کی قبر شریف تو بغداد میں ہے اور تم پاکستان سے پکارتے ہو یا غوث عرض کیا گیا کہ جناب التحیات میں ہر نمازی کہتا ہے اسلام علیک ایہا النبی اے نبی آپ پر سلام اور تمہارے پیرو مرشد حاجی امداد اللہ نے فرمایا۔

جہاز امت کا حق نے کر دیا ہے آپ کے ہاتھوں
تم اب چاہے ڈباؤ یا تراؤ یا رسول اللہ

دیکھو حضور ﷺ کا مزار مبارک مدینہ پاک میں ہے اور تم یہاں سے پکار رہے ہو تب لگے بغلیں جھانکنے غرض یہ کہ ان کا نہ کوئی اصول نہ قاعدہ

تیسری مثال

دیوبندیوں نے لوگوں کو سمجھایا کہ جو کام حضور ﷺ کے زمانہ پاک میں نہ ہو وہ بدعت ہے اور ہر بدعت حرام ہے عرض کیا گیا کہ جمع قرآن حضور کے زمانہ میں نہ ہوا تھا کیا یہ بھی بدعت ہے بولے نہیں نہیں جو زمانہ صحابہ کے بعد پیدا ہوا وہ بدعت ہے عرض کیا گیا کہ اعراب قرآن حجاج ابن یوسف نے لگوائے وہ صحابی نہیں کیا یہ حرام ہے بولے نہیں نہیں بلکہ جو تین زمانوں کے بعد پیدا ہو وہ بدعت ہے صحابہ تابعین تبع تابعین عرض کیا گیا کہ جناب قرآن مجید کے تیس ۳۰ پارے بنانا اور قادری نقشبندی چشتی وغیرہ بننا اور صوفیاء کرام کے اشغال جیسے حبس دم پاس انفاس علم صرف ونحو وغیرہ۔ یہ تو ان تینوں زمانوں کے بعد ہوئے تو کیا یہ حرام ہیں اب ہوش اڑ گئے اس کا جو جواب دیا سننے کے قابل ہے۔ چنانچہ ارواح ثلثہ ۱۵۱ میاں جی عظیم اللہ صاحب کی حکایت کے ضمن میں اس کا جواب یوں دیا یہ اشغال رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں نہ تھے اس لئے بدعت تھے۔ مگر بدعت فی الدین نہ تھے بلکہ بدعت للدین تھے یعنی ان امور کو دین میں داخل نہیں کیا گیا تھا بلکہ جو امور شرعاً مامور بھی تھے ان کو ان کی تحصیل کا ذریعہ بنایا گیا۔

دیکھی آپ نے کھینچ تان کہ کہیں فی الدین کہیں للدین یہ ہے بے اصولی مولوی سرفراز تو ہر بدعت کو حرام فرماتے ہیں مگر مولوی رشید احمد صاحب بعض بدعات کو کار ثواب بتاتے ہیں۔ چنانچہ فتاوی رشیدیہ جلد اول صفحہ ۸۸ میں عرس برسی کے متعلق فرماتے ہیں کھانا تاریخ معین پر کھلانا کہ پس وپیش نہ ہو بدعت ہے اگرچہ ثواب پہنچے گا۔ اور صفحہ ۸۹ پر فرماتے ہیں قرون ثلثہ میں بخاری تالیف نہ ہوئی تھی۔ مگر اس کا ختم درست ہے کہ ذکر خیر کے بعد دعا قبول ہوتی ہے" اور فتاوی رشیدیہ جلد دوم صفحہ ۱۲۱

پر ہے "کہ گیارہویں کی شیرنی صدقہ ہوتی ہے مساکین کو اس کا کھانا درست ہے اور جو شیرنی کہ قبضہ اس کا خود رکھتے ہیں اس میں وہ صدقہ نہیں ہوتا وہ سب درست ہے۔ اسی طرح جواب طعام پنجشنبہ ومحرم کا ہے۔ غور فرماؤ حد ہوگئی بے اصولی کی ہر جگہ لکھتے ہیں کہ گیارہویں محرم وغیرہ کی شیرنی حرام ہے اور یہاں کہتے ہیں درست وحلال ہے غرض یہ کہ دیوبندیت ایک بے اصولا مذہب ہے۔

لطیفہ

جب حرمین شریفین میں نجدیوں نے حضرات صحابہ کرام کے مزارات گرائے تو ہندوستان کے دیوبندیوں نے انہیں مبار کباد کے تار دیئے اور اسے مجاہد اعظم کہا اور جب پاکستان میں قائداعظم کے مزار کی عمارت کا سنگ بنیاد رکھا تو مولوی احتشام الحق صاحب نے اس کو مبارک کام فرمایا یعنی قبریں ڈھانا بھی مبارک ہے اور قبریں بنانا بھی مبارک یا مطلب یہ ہے کہ ایک ہی کام عرب میں حرام ہے پاکستان میں حلال واہ ری دیوبندیت تیری بے اصولیت کا کیا کہنا۔ یہ ہی حال دیوبندی حضرات کے فتوؤں کا ہے کہ ان کا ایک ہی مفتی ایک چیز کو ایک جگہ حلال کہتا ہے دوسری جگہ اسی چیز کو حرام۔ ابھی آپ معلوم کرچکے کہ فتاوی رشیدیہ میں گیارہویں کی شیرنی کو حلال کہا اسی فتاوی رشیدیہ جلد دوم ۲۳ میں ہے مسئلہ ہندو وتہوار ہولی یا دیوالی میں اپنے استاد یا حاکم یا نوکر کو کھیلیں یا پوری یا اور کچھ کھانا بطور تحفہ بھیجتے ہیں ان چیزوں کا لینا اور کھانا استاد حاکم نوکر مسلمان کو درست ہے یا نہیں" الجواب درست ہے فقط

اسی فتاوی رشیدیہ جلد سوم صفحہ ۱۱۳ پر ہے کہ محرم میں ذکر شہادت حسنین کرنا اگرچہ بروایات صحیح ہو یا سبیل لگانا شربت پلانا یا چندہ سبیل یا شربت میں دینا دودھ پلانا سب نادرست اور تشبیہ رفض کی وجہ سے حرام ہیں۔

فرمایئے گیارہویں شریف کی شیرنی اور محرم کے شربت میں فرق کیا ہے کہ ایک حلال ہے اور دوسری حرام غرض یہ کہ دیوبندیوں کے اقوال اعمال فتاوی ملاحظہ فرماؤ اور یہ آیۃ کریمہ پڑھو۔

مثل كلمة خبيثة كشجرة خبيثة اجتثت من فوق الارض مالها من قرار

خبیث کلمہ کی مثال اس خبیث درخت کی سی ہے جو زمین پر سے اوکھیڑ پھینکا جاوے جس کے لئے قرار نہیں۔

یہاں تک تو ہم نے دیوبندی عقائد دیوبندی اعمال دیوبندی اقوال کی بے اصولی بتائی کہ ان بزرگوں کا نہ کوئی مستقل مذہب ہے نہ مستقل عمل ایک ہی عقیدے کو کہیں شرک کہتے ہیں کہیں درست ایک ہی چیز کو کہیں حلال کہتے ہیں کہیں حرام اب اصل کتاب راہ سنت کی طرف توجہ فرماؤ۔

کتاب راہ سنت کی سیر

ہم نے کتاب راہ سنت کا بغور مطالعہ کیا اور ہم اس نتیجہ پر پہنچے کہ اس کتاب بر کوئی نئی تحقیق نہیں وہی پرانی باتیں دہرائی گئی ہیں جن کا اہل سنت بارہا جواب دے چکے ہیں، اور راہ سنت کا کوئی سوال ایسا نہیں جس کا جواب کتاب جاء الحق میں نہ دیدیا گیا ہو بلکہ جاء الحق میں ہر مسئلہ کے دوسرے باب اعتراض وجواب کے اعتراضات کو ہی اکثر جگہ نقل کیا گیا ہے ہاں اس کتاب میں چند باتیں نئی ہیں۔ ایک یہ کہ بہت جگہ اپنے دلائل میں دیوبندیوں کی ہی کتب کا حوالہ دیا گیا ہے جیسے کتاب الاعتصام وغیرہ۔ بعض ایسی گمنام کتب کے حوالے جن کے متعلق پتہ نہیں چلتا کہ یہ کن کی ہیں اور ان کے مصنف کس عقیدے کے تھے بعض جگہ نقلی عبارات میں ایسی خیانت سے کام لیا ہے کہ خدا کی پناہ ایک مضمون کی عبارت نقل فرمائی اور اس جگہ اس کی تردید موجود ہے۔ اس کا ذکر نہ کیا لا تقربو الصلوٰة لکھا وانتم سکاریٰ، چھوڑ دیا خود مولوی گکھڑوی صاحب کا ضمیر اس حرکت پر انہیں ملامت کرتا ہوگا مگر الحیاء شعبہ من الایمان شرم وحیا تو ایمان کا شعبہ ہے جہاں ایمان نہیں وہاں شرم وحیا کس راستہ سے آوے ہم کتاب راہ سنت کی کچھ اصولی باتوں پر محققانہ تنقید کرتے ہیں فروعی مسائل کا جواب وتحقیق جاء الحق میں کافی موجود ہے۔

اصل اشیاء میں اباحت ہے

چیزیں تین قسم کی ہیں ایک وہ جن کا حلال ہونا کتاب اللہ یا سنت رسول اللہ ﷺ میں مذکور ہے وہ حلال ہیں جیسے جائز تجارات ومعاملات کی حلت رمضان شریف کی راتوں میں اپنی بیویوں سے مباشرت رب فرماتا ہے واحل اللہ البیع اللہ تعالیٰ نے تجارت کو حلال قرار دیا۔ دوسری وہ جن کا حرام ہونا کتاب وسنت میں صراحتہ موجود ہے جیسے شراب سور سود کہ ان کی حرمت کتاب وسنت میں صراحتہ موجود ہے۔ یہ یقینی حرام ہیں۔ تیسری وہ جن سے کتاب و سنت میں خاموشی ہے نہ ان کا حلال ہونا مذکور ہے نہ حرام ہونا جیسے آج کل کے دینی مدارس اور تا قیامت دینی ودنیاوی ایجادات ان کے متعلق جمہور علماء کا مذہب یہ ہے کہ وہ حلال ہیں اگر وہ حرام ہوں تو انسانی زندگی دشوار ہو جائے کیونکہ ایجادات تا قیامت ہوتی رہیں گی جو ضروریات زندگی میں شامل ہونگی اگر وہ سب حرام ٹھہریں تو مسلمان زندگی کیونکر گزاریں۔ خلاصہ یہ ہے کہ ہر چیز شرعی ممانعت سے حرام ہوگی اگر شرعی ممانعت نہ وارد ہو تو حلال وجائز ہوگی۔ مگر مولوی سرفراز صاحب اس پر بہت ایچ پیچ کرتے ہیں کہیں فرماتے ہیں۔ کہ اصل اشیاء میں حرمت ہے کہ ایسی تمام چیزیں حرام ہیں کہیں فرماتے ہیں ہیں کہ اس میں خاموشی چاہئے نہ انہیں حلال کہونہ حرام جاء الحق میں اس مسئلہ پر کافی روشنی ڈالی گئی ہے۔ اب مولانا کی تسلی کے لئے کچھ عرض کیا جاتا ہے۔ یہ مسئلہ اصل اشیاء میں اباحت ہے۔ بہت سی آیات متعدد احادیث علماء کرام کے اقوال سے ثابت ہے بلکہ مذہب حنفی کا بڑا اہم اصولی مسئلہ ہے جس پر صدہا مسائل مبنی ہیں مولوی سرفراز صاحب نے اس اصولی مسئلہ کا انکار تو کر دیا مگر انہیں اس پر کوئی قرآنی آیت نہ مل سکی ایک حدیث نقل کی اس میں بھی مجرمانہ خیانتیں کیں اور بغیر سوچے سمجھے کچھ علماء کے اقوال نقل کئے اب اس مسئلہ کے متعلق اولا آیات قرآنی ملاحظہ کرو۔

قل لا اجد فیما اوحی الی محرما علی طاعم یطعمہ الا ان یکون میتہ

تم فرماؤ میں نہیں پاتا اس میں جو میری طرف وحی کی گئی کسی کھانے والے پر کھانا حرام مگر یہ کہ مردار ہو الخ

دیکھو اس آیت کریمہ میں چیزوں کے حرام نہ ہونے کو حلال ہونے کی دلیل قرار دیا گیا اگر اصل اشیاء میں حرمت ہوتی یا سکوت ہوتا تو یہ آیت بالکل بے معنی ہو جاتی۔

ومالکم الاتاکلومما ذکر اسم اللہ علیہ وقد فصل لکم ماحرم علیکم

تمہیں کیاہوا کہ اس میں سے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا وہ تو تم سے مفصل بیان کرچکا۔ جو کچھ تم پر حرام ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ قرآن حکیم نے حرام چیزوں کو تو تفصیل وار بیان فرمایا رہی حلال چیزیں اس کی تفصیل بیان کی ضرورت نہیں کہ جو حرام نہ ہو وہ حلال ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے۔

قل ھلم شھدا کم الذین یشھدون ان اللہ حرم ھذا

تم فرماؤ لاؤ اپنے وہ گواہ جو گواہی دیں کہ اللہ نے اسے حرام کیا۔

دیکھو مشرکین عرب بحیرہ سائبہ وغیرہ جانوروں کو حرام سمجھتے تھے۔ ان سے فرمایا گیا ان چیزوں کے حرام ہونے کے دلائل وگواہ لاؤ یعنی اگر حرمت کی دلیل نہ ملے تو سمجھ لو کہ یہ حلال ہیں یہ نہ فرمایا گیا کہ اے محبوب آپ انہیں حلال ہونے کے دلائل دکھاؤ پتہ لگا کہ چیزیں بذات خود حلال ہیں کسی دلیل سے حرام ہونگی۔ یعنی اشیاء میں اباحت ہے۔

قل من حرم زنتہ اللہ التی اخرج بعبادہ والطیبات من الرزق

تم فرماؤ کس نے حرام کی اللہ کی وہ زینت جو اس نے اپنے بندوں کے لئے نکالی اور پاک رزق۔

کفار عرب حج کے زمانہ میں گوشت اور لذیذ غذائیں قریبا" چھوڑ دیتے تھے لباس نہایت معمولی پہنتے تھے ان کی تردید میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں فرمایا گیا کہ چونکہ چیزیں حج کے زمانہ میں ہم نے حرام نہیں کیں تو تم انہیں حرام کیوں کہتے ہو

معلوم ہوا کہ جو چیز اللہ رسول حرام نہ فرمادیں وہ حلال ہے اصل اشیاء میں اباحت ہے۔

یاایھا الذین امنو لاتحرموا من طیبات ما احل اللہ لکم ولا تعتدو ان اللہ لا یحب المعتدین

اے ایمان والو وہ پاکیزہ چیزیں حرام نہ سمجھو جو اللہ نے تمہارے لئے حلال کیں حد سے آگے نہ بڑھو بیشک اللہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔

یعنی جو چیزیں اللہ نے حلال فرمائیں اس طرح کہ انہیں حرام نہ فرمایا اے مسلمانو تم انہیں حرام نہ سمجھو یہ حد اسلام سے آگے بڑھنا ہے۔ اللہ تعالے حد سے آگے بڑھنے والوں کو ناپسند کرتا ہے اگر اصل اشیاء میں حرمت ہوتی تو عام چیزوں کو حرام جاننے پر مسلمانوں کو عتاب نہ ہوتا

حرموما رزقھم اللہ افتراء علی اللہ قد ضلوا وماکانو مھتدین

اور حرام ٹھہراتے ہیں جو انہیں اللہ نے روزی دی اللہ پر جھوٹ باندھنے کو بیشک وہ گمراہ ہو گئے اور راہ یافتہ نہ ہوئے۔

معلوم ہوا کہ جو کوئی کسی چیز کو بغیر دلیل حرام مانے وہ گمراہ بھی ہے اور ہدایت سے دور بھی۔

قل الذکرین حرم ام الانثیین الی قولہ ام کنتم شھدا اذ وصکم اللہ بھذا

تم فرماؤ کیا اس نے دونوں نر حرام کئے یا دونوں مادہ یہاں تک کہ ارشاد فرمایا کیا تم موجود تھے ۔ جب اللہ نے تمہیں یہ حکم دیا۔

غور کرو کہ کفار جو بعض جانوروں بحیرہ سائبہ وغیرہ کو حرام سمجھتے تھے ان پر عتابانہ طور سے ارشاد ہوا کہ کیا تم نے اللہ کو حرام فرماتے ہوئے دیکھا ہے اور یہ حرمت کہاں سے آئی ہے نر کی طرف سے یا مادہ کیطرف سے دیکھو جن چیزوں کو رب حرام نہ کرے اسے حرام سمجھنا جرم ہے۔ اصل اشیاء میں اباحت ہے۔

یاایھا الذین امنوا لا تسئلوا عن اشیاء ان تبدلکم تسؤکم وان تسئلو اعنھا حین ینزل القرآن تبدلکم عفا اللہ عنھا

اے ایمان والو ان چیزوں کے متعلق نہ پوچھو کہ جو اگر تم پر ظاہر کردی جاویں تو تمہیں ناگوار ہوں اور اگر تم ان کی بابت پوچھو گے جبکہ قرآن اتر رہا ہے تو تم پر ظاہر کردی جاویں گی اللہ نے ان کو معافی دے دی۔

معلوم ہوا کہ جو چیزیں ظاہر نہ کی جائیں اس طرح کہ ان کا ذکر ہی نہ ہو۔ وہ معافی میں ہیں۔ یعنی حلال ہیں۔

خلق لکم ما فی الارض جمیعا

اللہ نے زمین کی تمام چیزیں تمہارے لئے پیدا فرمائیں

جب تمام چیزیں ہمارے لئے پیدا ہوئیں تو سب چیزیں حلال ہی ہیں۔ ہاں جنہیں رب تعالیٰ نے حرام فرمادیا وہ اس عارضہ سے حرام ہوں گی۔

یا ایھا النبی لما تحرم ما احل اللہ لک

اے غیب بتانے والے محبوب تم اپنے پر وہ چیزیں کیوں حرام کئے لیتے ہو۔ جو رب نے تمہارے لئے حلال کیں۔

معلوم ہوا کہ تمام چیزیں بذات خود حلال ہیں قسم کھانے سے حرام ہوجاتی ہیں حرام ہونے کے لئے قسم وغیرہ کی ضرورت ہے حلال ہونے کے لئے صرف اتنا ہی کافی ہے کہ حرام نہ کی گئی ہوں۔ اس کے متعلق اور بھی آیات ہیں یہاں صرف دس آیتیں پیش کی گئی تلک عشرۃ کاملۃ چونکہ آپ گیارہ کے عدد سے بہت چڑتے ہیں لہذا گیارہویں آیت اور سن لیجئے۔

ان تجتنبوا کبائر ماتنھون عنہ نکفر عنکم سیئاتکم

اگر تم بچے رہو ان بڑے گناہوں سے جن سے تم کو منع کیا جاتا ہے تو ہم تمہارے چھوٹے گناہ مٹادیں گے

اس آیت سے معلوم ہوا کہ گناہ وہ ہے جس سے منع فرمایا جاوے کوئی چیز بغیر ممانعت گناہ نہیں گناہ پھر دو قسم کے ہیں صغیرہ و کبیرہ گناہ کبیرہ سے بچنا صغیرہ کی معافی کا ذریعہ ہے۔

احادیث شریفہ

نمبر ۱ مسلم بخاری و مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب السنۃ میں حضرت سعد ابن ابی وقاصؓ سے ہے۔

قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان اعظم المسلمين في المسلمين جرما من سئل عن شي لم يحرم على الناس تحرم من اجل مسئله

فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ مسلمانوں میں سب سے بڑا مجرم وہ ہے جو کسی ایسی چیز کے متعلق پوچھ گچھ کرے۔ جو لوگوں پر حرام نہ کی گئی تھی۔ اس کی پوچھ گچھ کی وجہ سے حرام کردی گئی۔

صاف معلوم ہوا کہ اس شخص کے سوال سے پہلے اس کا ذکر قرآن و حدیث میں نہ تھا۔ لہٰذا وہ حلال تھی۔ اس نے پوچھ پوچھ کر ممانعت کا حکم نازل کرالیا۔ اگر وہ سکوت والی چیز پہلے ہی سے حرام تھی تو اس کے پوچھنے پر حرام ہونے کے کیا معنی۔

نمبر ۲ صفحہ ۵۵۴ مسلم شریف میں بروایت جریر ابن عبد اللہؓ ہے کہ فرمایا نبی ﷺ نے۔

من سن في الاسلام سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها من بعده من غير ان ينقص من اجورهم شي ومن سن في الاسلام سنة سئية كان عليه وزرها ووزر من عمل بها من غير ان ينقص من اوزارهم شي مشكوة كتاب العلم

جو کوئی اسلام میں اچھا طریقہ ایجاد کرے تو اس کو ایجاد کا ثواب بھی ملے گا اور جتنے لوگ اس کے بعد اس پر عمل کریں گے ان سب کا ثواب ملے گا عاملین کے ثوابوں سے کچھ کم نہ ہوگا۔ اور جو کوئی اسلام میں برا طریقہ ایجاد کرے تو اس پر اپنا گناہ بھی ہوگا۔ اور جتنے لوگ اس پر عمل کریں گے ان سب کا گناہ بھی اور ان عاملوں کے گناہ سے کچھ کم نہ ہوگا۔ مشکوٰۃ کتاب العلم

معلوم ہوا کہ بدعت حسنہ کا موجد بڑے ثواب کا مستحق ہے اور ظاہر ہے کہ بدعت حسنہ وہ ہی ہوگی جس کا ذکر کتاب و سنت میں نہ ہو۔ ورنہ وہ بدعت کیسی اگر خاموشی والے کام حرام ہوتے تو ان کے ایجاد پر ثواب ملنے کے کیا معنی۔

نمبر ۶ تا ۸ ابن ماجہ و ترمذی و مشکوٰۃ شریف کتاب الاطعمہ میں بروایت حضرت سلمانؓ فارسی ہے کہ کسی نے حضور انور ﷺ سے گھی اور پنیر کے متعلق پوچھا کہ یہ حلال ہیں یا حرام تو حضور انور نے فرمایا۔

الحلال ما احل الله في كتابه والحرام ما حرم الله في كتابه وما سكت عنه فهو مما عفى

حلال وہ ہے جسے اللہ تعالےٰ اپنی کتاب میں حلال فرماوے اور حرام وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں حرام فرماوے اور جس سے خاموشی ہو وہ معاف ہے۔

یہ حدیث تو اس قدر واضح اور صاف ہے کہ اس میں کسی قسم کی تاویل اور ایچ پیچ کی گنجائش نہیں کہ جن چیزوں کا ذکر کتاب و سنت میں نہ ہو وہ معاف یعنی حلال ہیں۔ معلوم ہوا کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے۔ اس حدیث کی تائید ہماری پیش کردہ آیات سے ہو رہی ہے۔ لہٰذا یہ حدیث قرآن کریم کی تائید کی وجہ سے بہت قوی ہو گئی ترمذی نے اس حدیث مرفوع کو غریب فرمایا۔ مگر حدیث موقوف کو صحیح تر کہا اور ظاہر ہے حدیث ضعیف بھی قرآن کریم کی تائید سے قوی ہو جاتی ہے اس بارے میں احادیث شریفہ بہت ہیں مگر صرف ان ہی حدیثوں پر کفایت ہے۔

اقوال فقہاء

ردالمحتار جلد اول صفحہ ۹۸ سنن وضو کی بحث میں ہے۔

نمبر ۱ وصوح في التحرير بان المختار ان الاصل الاباحة عند الجمهور من الحنفية والشافعية

تحریر میں صراحۃ بیان فرمایا کہ پسندیدہ تر یہ ہی ہے جمہور حنفیہ و شافعیہ کے نزدیک اصل اشیاء میں اباحت ہے۔

معلوم ہوا کہ یہ ہی صحیح تر ہے کہ اصل ہر چیز میں اباحت ہے حرمت تو ممانعت کے عارضہ سے ہوگی اسی ردالمحتار میں اس جگہ کچھ آگے ہے۔

نمبر ۲ وبه علم ان قول الشارح في باب استيلاء الكفار ان الاباحته راى المعتزلة فيه نظر

اس سے معلوم ہوا کہ شارح (صاحب درمختار) کا یہ قول کہ اصل اشیاء میں اباحۃ معتزلہ کا قول ہے۔ اس میں سخت اعتراض ہے یعنی صحیح نہیں

نمبر ۳ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے ایک عجب مسئلہ بیان فرمایا کہ اگر کسی شخص کو شراب پینے یا سور

کھانے پر کسی ظالم نے مجبور کیا مگر اس نے نہ مانا ظالم نے اسے قتل کر دیا تو یہ شخص گنہگار ہوگا۔ عبارت یہ ہے۔

خفت ان یکون اثما لان اکل المیته وشرب الحمر لم یحرما الابالنهی عنها

مجھے خوف ہے کہ گنہگار ہوگا۔ کیونکہ مردار کھانے اور شراب پینے کی حرمت اس کی ممانعت کی وجہ سے آئی

معلوم ہوا کہ تمام محرمات اس لئے حرام ہیں کہ شریعت میں ان کی ممانعت آگئی خود حرام نہ تھیں۔

نمبر۴ علامہ شامی نے عبارت نقل فرما کر فرمایا۔

فجعل الاباحته اصلا والحرمة بعارض النهی ص ۹۸

امام محمد نے اباحت کو ہر شے میں اصل مانا اور حرمت کو ممانعت کے عارضہ سے مانا

نمبر۵ اصول بزدوی میں اباحت اصلیہ کی بہت صاف تصریح ہے فرماتے ہیں۔

بعد ورود الشرع الاموال علی الاباحة بالاجماع مالم یظهر دلیل الحرمة لان الله تعالی اباحها بقوله جعل لکم ما فی الارض جمیعا

شریعت کے آنے کے بعد بالاتفاق تمام مال اصلی اباحت پر ہیں جب تک کہ حرام ہونے کی دلیل نہ ملے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے اس قول سے مباح فرمایا کہ جعل لکم ما فی الارض جمیعا از شامی جلد سوم

اس سے معلوم ہوا کہ تمام امت مسلمہ اس پر متفق ہے کہ شریعت اسلامیہ کے نزول پر تمام چیزیں اصل میں مباح ہیں جب تک کہ حرمت کی دلیل نہ ملے ہاں اختلاف نزول شریعت سے پہلے کے متعلق ہے کہ اسلام آنے سے پہلے چیزیں بذات خود حرام تھیں یا حلال یا مسکوت۔

نمبر۶ تحریر ابن ہمام میں اس مسئلہ کی اور وضاحت سے فرماتے ہیں۔

المختار الاباحة عند الجهور الحنفیه والشافعیه (از شامی جلد سوم)

جمہور حنفیہ وشافعیہ کے نزدیک یہ ہی مختار ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے۔

نمبر۷ شرح اصول بزدوی میں علامہ اکمل فرماتے ہیں۔

اکثر اصحابناو اکثر اصحاب الشافعیه ان الا شیاء التی یجوز ان یرد الشرع بابا حتهاو حر متها قبل وروده علی الا باحة وهی الاصل فیها حتی ابیح لمن لم یشرع ان یاکل ماشاء والیه اشارمحمد فی الاکراه حیث قال اکل لمیتة وشرب الخمرلم یحرمابالنهی فجعل الاباحة اصلا والحرمة بعارض النهی وقال اصحابناو بعض اصحاب الشافعی و المعتزلی بغداد انها الحذروقالت الا شعرية وعامة اهل الحدیث انها علی الوقف حتی ان من لم یتنا وله الشرع یتوقف الا یناول شیئا فان تنا ول لم یوصف فعله بحلی ولا حرمة ملخصا (از شامی)

ہمارے اور شوافع کے اکثر حضرات فرماتے ہیں کہ جن چیزوں کے متعلق شریعت حرمت یا اباحت کا حکم دے سکتی ہے وہ چیزیں شریعت کے آنے سے پہلے مباح تھیں۔ حتی کہ جس کو احکام شرعیہ نہ پہنچے ہوں اسے جائز ہے کہ جو چاہے کھائے۔ اس کی طرف امام محمد نے کتاب الاکراہ میں اشارہ فرمایا کہ فرمایا مردار کھانا شراب پینا ممانعت شرعیہ کی وجہ سے حرام ہوئیں انہوں نے اباحت کو اصل اور حرمت کو ممانعت کے عارضہ سے مانا اور ہمارے وشوافع کے بعض حضرات اور معتزلہ بغداد انہیں ممنوع کہتے ہیں اور عام اہل حدیث واشاعرہ توقف فرماتے ہیں۔ کہ جس کو احکام شرعیہ نہ پہنچے وہ کچھ نہ کھائے اگر کچھ کھائے گا۔ تو اس کا یہ کھانا حرام و حلال نہیں کہا جاوے گا۔

سبحان اللہ اس عبارت نے پردے اٹھا دیئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نزول شریعت کے بعد تمام مسلمانوں کا اس پر قطعی اجماع ہے کہ تمام چیزیں بذات خود حلال ہیں۔ ممانعت کی وجہ سے حرام ہونگی۔ اختلاف اس میں ہے کہ شریعت کے نزول سے پہلے یا جسے احکام شرعیہ نہ پہنچے ہوں اس کے لئے چیزیں حلال ہیں یا حرام اکثر علماء فرماتے ہیں کہ حلال ہیں کہ وہ جو کچھ بھی کھائے مجرم نہ ہوگا۔ اور بعض فرماتے ہیں حرام ہیں اور بعض توقف فرماتے ہیں۔ غور فرماؤ کہ مسئلہ کیا ہے سرفراز صاحب کا دماغ کدھر جا رہا ہے خدا جب دین لیتا ہے تو عقل بھی چھین لیتا ہے۔

نمبر۸ نور الانوار بحث تعارض صفحہ ۲۰۱ میں ہے۔

وذالک لان الاباحۃ اصل فی الاشیاء

محرم کا مبیح پر ترجیح پانا اس لئے ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے۔

نمبر۹ اسی نور الانوار میں کچھ آگے ہے۔

وھذا اصل کبیرلنا ینفرع علیہ کثیرمن الاحکام

یہ اصل اشیاء میں اباحت ہونا احناف کا بڑا قاعدہ کلیہ ہے جس پر بہت سے احکام جاری ہوتے ہیں۔

نمبر۱۰ اصول کی مشہور کتاب تفسیرات احمدیہ صفحہ ۱۲ میں ہے۔

انما جعلنا المبیح اصلا والمحرم ناسخابناء علی زمان الفترۃ بین عیسی ومحمد علیہما السلام قبل شریعتنا فانہ کان الاباحۃ اصلا ثم بعث نبینا علیہ السلام یبین الاشیاء الحرمۃ وبقی ماسواھا حلا لا مباحا

ہم احناف نے اباحت کو اصل اور محرم کو ناسخ اس زمانہ کے لحاظ سے مانا ہے جو حضرت عیسیٰ و محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان ہے کہ ہماری شریعت سے پہلے اصل حالت اباحت تھی۔ پھر ہمارے نبی بھیجے گئے انہوں نے حرام چیزوں کو ظاہر فرمایا ان کے ماسواء حلال ومباح رہیں۔

اس عبارت نے بھی وہ ہی بتایا جو تحریر ابن ہمام سے معلوم ہوا تھا۔ کہ اماموں کا اختلاف اسلام کے تشریف لانے سے پہلے کے متعلق ہے کہ اس وقت تمام چیزیں حلال تھیں یا حرام بعض نے یعنی ہم احناف نے فرمایا حلال تھیں۔ بعض نے انہیں حرام مانا مگر اسلام کے تشریف لانے کے بعد تو ساری امت مسلمہ اس پر متفق ہے کہ ہر چیز حلال ہے سوا ان اشیاء کے جو شریعت نے حرام فرمادیں۔

نمبر۱۱ شامی نے جلد سوم باب استیلاء الکفارمیں فرمایا ص ۳۳۷

انما الخلاف المذکور فیہ انما ھوقبل ورود الشرع و صاحب الھدایۃ انما اثبت الاباحۃ بعد ورود الشرع بمقتضی الدلیل۔

اماموں کا مذکور اختلاف شریعت اسلامیہ آنے سے پہلے ہے اور صاحب ہدایہ نے اباحت ثابت فرمائی۔ شریعت کے تشریف لانے کے بعد مطابق دلیل کے۔

اقوال فقہاء اس کے متعلق بہت زیادہ ہیں مگر ہم گیارھویں شریف کے عدد کے مطابق صرف گیارہ حوالے پیش کرتے ہیں۔

تتمہ ابھی میں نے عرض کیا تھا کہ اصل اشیاء میں اباحت کا مسئلہ ایسا عظیم الشان ہے جس پر بہت سے شرعی مسائل مبنی ہیں۔ اس کے متعلق صرف ایک مسئلہ عرض کرتا ہوں۔ وہ یہ کہ اصول فقہ کا مسئلہ ہے کہ جب دلائل حرمت ودلائل اباحت میں تعارض ہو تو ترجیح حرمت کو ہوتی ہے اس قاعدہ کلیہ کی وجہ بھی یہ ہی مسئلہ ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے اگر اصل اشیاء میں حرمت یا سکوت ہو تو یہ قاعدہ ہی ختم ہوجاوے گا۔ چنانچہ علم اصول کی مشہور کتاب نور الانوار مبحث تعارض میں صفحہ ۲۷ پر ہے۔

کالحاظر والمبیح فانھما اذا اجتمعا فی حکم واحد یعملون علی الحاظر و یجعلون موخرا دلالۃ عن المبیح وذالک لان الاباحۃ اصل فی الاشیاء فلو عملنا بالمحرم کان المبیح موافقا۔ لاباحۃ الاصلیتہ لو جتمعنا ثم یکون النص المحرم ناسخا للاباحتین و ھومعقول بخلاف ما اذا عملنا المبیح لا نہ حینئذیکون النص المحرم ناسخا للاباحۃ الاصلیۃ ثم یکون المبیح ناسخا للمحرم فیلزم تکرار النسخ و ھوغیر معقول و ھذا اصل کبیرلنا ینفرع علیہ کثیر من الاحکام و ھذا علی قول من جعل الاباحۃ اصلا فی الاشیاء

جیسے دلیل محرم اور دلیل مبیح جب دونوں ایک حکم میں جمع ہوجاویں تو علماء محرم پر عمل کرتے ہیں اور اسے دلیل مبیح سے پیچھے مانتے ہیں اور یہ اس لئے ہے کہ اباحت اصل ہے تمام چیزوں میں تو اگر ہم محرم دلیل پر عمل کریں تو اباحت کی دلیل اباحت اصلیہ کے موافق ہو جائے گی اور دونوں جمع ہو جائینگی پھر حرمت کی دلیل ان دونوں اباحتوں کی ایک دم ناسخ ہوجائیگی یہ بات عقل میں بھی آتی ہے بخلاف اس صورت کے کہ ہم اباحت کی دلیل پر عمل کریں چونکہ اس وقت حرمت کی دلیل اباحت اصلیہ کی ناسخ بنے گی پھر اباحت کی دلیل حرمت کی ناسخ ہوگی تو نسخ کی تکرار لازم آئیگی اور یہ خلاف عقل ہے اور یہ ہمارا بڑا قاعدہ ہے جس پر بہت سے احکام نکلتے ہیں اور یہ قاعدہ انہیں کے قول پر درست ہوگا جنہوں نے اشیاء میں اباحت کو اصل مانا۔

مسلمانو! خیال کرو کہ علم اصول والوں نے اصل اشیاء میں اباحت کو مانا اور اسے اپنا بڑا قاعدہ قرار دیا اور اس پر بہت سے احکام شرعیہ متفرع مانے غرض کہ مذہب احناف کا اصل اصول یہی قاعدہ ہے جو اس کا انکار کرتا ہے وہ حنفیت کی جڑ کاٹتا ہے اسی نورالانوار میں اسی جگہ بڑی پر لطف بات وہ ہے جو اس کے متصل بیان فرمائی چنانچہ فرماتے ہیں۔

وقیل الحرمت اصل فیہا	اور کہا گیا ہے کہ اشیاء میں حرمت اصلی ہے
وقیل التوقف اولی حتیٰ یقوم دلیل الاباحۃ اوالحرمۃ	اور کہا گیا ہے کہ توقف کرنا بہتر ہے تاآنکہ اباحت یا حرمت کی دلیل قائم ہوجاوے۔

غور کرو ان دونوں قولوں کو صاحب نور الانوار نے احناف کے قول کے مقابلے میں بیان فرمایا معلوم ہوا کہ حرمت اور توقف کا قول کسی حنفی کا نہیں اور نہ سارے معتزلہ کا ہے۔ بلکہ بعض بے وقوف معتزلہ نے آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ سے ایک دم آنکھیں بند کرکے یہ کہہ دیا ہے اور آج حنفیوں کی بد نصیبی سے خود حنفیت کا دعوے کرنے والے بعض جہلانے اس مسئلے کو اپنالیا۔ محض اپنے مذہب نا مہذب کو ثابت کرنے کے لئے والی اللہ المشتکی۔

خیال رہے کہ شریعت کے معنی ہیں ظاہر اور کھلا عام راستہ شرعۃ سے شریعت بنا ہے۔ طریقت وطریق خاص راستہ جس پر ہر شخص نہ چل سکے خاص واقف آدمی ہی چلے عام راستہ چلنے ہی کے لئے ہوتا ہے اگر راستہ بند کرنا ہو تو کنارے پر ممانعت کا بورڈ لگا دیا جاتا ہے بغیر ممانعت کوئی شخص راستہ پر چلنے سے روک نہیں سکتا۔ اسی طرح بغیر شریعت کی ممانعت کے کوئی کسی کو کسی چیز سے منع نہیں کرسکتا۔ اگر کوئی شخص کسی مسافر کو جرنیلی سڑک پر چلنے سے روکے تو مسافر کو حق ہے کہ اس سے سرکاری ممانعت کا مطالبہ کرے کہ دکھاؤ چلنے کی ممانعت کا آرڈر کہاں ہے اگر وہ منع کرنے والا کہے کہ دکھاؤ اس سڑک پر چلنے کا آرڈر کہاں ہے تو بے وقوف ہے سڑک بنی ہی چلنے کے لئے ہے روک کے لئے آرڈر کی ضرورت ہے چلنے کے لئے آرڈر کی ضرورت نہیں دیو بندیوں کی عجب منطق ہے کہ ہر کار خیر کو بغیر شرعی ممانعت کے حرام تو خود کہیں اور جواز کا ثبوت ہم سے مانگیں خود حرمت کا ثبوت نہ دیں یہ ہے الٹی منطق۔

عقلی دلیل

ہم مقدمہ میں عرض کرچکے کہ دیو بندی مذہب بھی عیسائیت کی طرح ناقابل عمل ہے یہ صرف زبانی وقلمی مذہب ہے عملی مذہب صرف اہل سنت کا ہے آج کوئی شخص دیو بندی بن کر دنیاوی ودینی زندگی نہیں گذار سکتا۔ اگر آج جہاد پیش آجائے تو ہمارے دیو بندیوں کے ہاں ٹینک راکٹ ہوائی جہاز سے جہاد کرنا حرام ہوگا۔ کیونکہ یہ چیزیں قرون ثلثہ میں نہ تھیں لہٰذا بدعت ہیں اور بدعت حرام ہے تو جہاد جیسی عبادت میں یہ بدعات کیسے استعمال ہوسکتی ہیں۔ اسی طرح سرفراز صاحب کا یہ مسئلہ کہ ہر چیز میں اصل اباحت نہیں بلکہ حرمت ہے یا سکوت بالکل ناقابل عمل ہے مولوی سرفراز اور ان کے تمام ہمنوا لوگوں سے عرض کرتا ہوں کہ جب دیو بندیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ ہر چیز حرام ہے سواء ان کے جن کی مباح ہونے کی آیت یا حدیث مل جاوے تو براہ کرم ذرا جواب دیں کہ قرآن وحدیث میں صرف چند پھلوں چند لباسوں کا ہی ذکر ہے فرمائیے۔ ہندوستان کا مشہور پھل آم۔ مالٹا۔ اناس وغیرہ پھل اور اچکن، واسکٹ نئے نئے ڈیزائن کی قمیض۔ ململ۔ لٹھا۔ نشہ۔ بناری ساٹن وغیرہ کپڑے اس ہی طرح نئی نئی قسم کی بلڈنگ۔ کوٹھیاں۔ ویٹنگ روم وغیرہ چیزیں حرام ہیں یا حلال اگر حلال ہیں تو ان کی آیات واحادیث پیش فرماویں۔ جن میں ان چیزوں کا جواز مذکور ہو اور اگر ایسی آیت یا حدیث نہ مل سکیں تو تم سرکہ کھجوریں اور جو کی روٹی سادہ غذائیں معمولی لباس استعمال کرو جن کا ذکر قرآن وحدیث میں ہے باقی تمام چیزوں کو حرام کہو کیونکہ تمہارے ہاں ہر چیز اصل میں حرام ہے جس کی اجازت جس کی اباحت کی دلیل ہے وہ ہی حلال ہوگی پھر یہ چیزیں بغیر دلیل اباحت حلال کیسے ہوگئیں۔ کیا ہے کوئی دیو بندی لعل جو ان چیزوں کی اباحت کی آیت وحدیث پیش کرسکے۔ انشاء اللہ قیامت تک نہ پیش کرسکیں گے۔ فاتقوا النار التی۔

دیوبندی تائید

خود علماء دیو بند کا بھی یہ ہی عقیدہ ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے کہ جس کو شریعت حرام نہ کرے وہ حلال ہے چنانچہ دیو بندیوں کی مشہور کتاب طریقہ مولود شریف مکتوب محبوب القلوب مصنفہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی دیوبندی اس

کتاب کے صفحہ ۱ صفحہ ۱۲ پر ہے۔ اصول شرعیہ میں سے اور نیز قواعد عقلیہ میں سے یہ امر مسلم ہے کہ جو فعل نہ مامور بہ ہو نہ منہی عنہ یعنی نصوص شرعیہ میں نہ اس کے کرنے کی ترغیب ہو اور نہ اس کے کرنے کی ممانعت ایسا امر مباح ہوتا ہے۔

نمبر۲ اسی کتاب کے صفحہ ۱۳ پر ہے کہ عمل مولد شریف بہ ہیئت وقیود مخصوصہ ظاہر ہے کہ نہ کسی دلیل شرعی سے مامور بہ ہے اور نہ کسی دلیل شرعی سے ممنوع ہے تو فی حد ذاتہ مباح ٹھہرا۔ الخ

نمبر۳ اسی کتاب کے صفحہ ۱۵ پر ہے یعنی وہ ان اعمال کو فی حد ذاتہا مکروہ وممنوع نہیں سمجھتے۔ بلکہ ان کو مباح باباحت اصلیہ و مستحسن بحسن عقیدت ونیت جانتے ہیں۔ الخ

نمبر۴ اسی کتاب کے صفحہ ۱۲ پر یہ ہے بعض افعال مباحہ تو ایسے ہوتے ہیں جن میں صراحۃً مصلحت ہی مصلحت ہے اس کے تو مستحسن ہونے میں سب کا اتفاق ہے۔

ان عبارات میں مولوی اشرف علی صاحب نے صاف طور پر مانا ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے اور جو چیز نہ شرعاً مامور ہو نہ ممنوع وہ مباح وجائز ہے اور اچھی نیت سے کیاجاوے تو مستحب و مستحسن ہے اب دیکھئے مولوی گکھڑوی صاحب مولوی اشرف علی صاحب پر کیا فتوی جڑتے ہیں۔ یہ ان کے گھر کا معاملہ ہے آپس میں طے کریں۔

مصرع

طویلہ میں اگر لیتاؤ کی ٹھہری غضب آیا

بہ ہر حال اصل اشیاء میں اباحت ہونا خود دیو بندیوں کا مانا ہوا مسئلہ ہے یہ تو مولوی گکھڑوی کی بے جاضد ہے جو ایسے واضح مسئلہ کا انکار کرتے ہیں۔

مولوی سرفراز صاحب کی انوکھی دلیل

مولوی صاحب موصوف نے اس مسئلہ کا انکار تو کر دیا کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے مگر اس پر انہیں کوئی آیت نہ مل سکی صرف دو حدیثیں پیش کی ہیں اور کچھ علماء کے اقوال مگر حدیث شریف میں ایسا دھوکہ دیا اور ایسی خیانت کی کہ خدا کی پناہ اگر دیوبندیوں کا بس چلے تو قرآن مجید کو بھی مسخ کر ڈالیں مگر کریں کیا کہ قرآن کی حفاظت رب تعالے نے اپنے ذمہ لے لی ہے بیچارے مجبور ہیں حدیث شریف ملاحظہ ہو۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الامر ثلثه امر بين رشده فاتبعه وامر بين غيه فاجتنبه وامر اختلف فيه فكله الى الله عزوجل	جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کام تین قسم کے ہیں ایک وہ جس کا ہدایت ہونا واضح ہے سو اس کی اتباع کرو اور دوسرا وہ کام کہ اس کی گمراہی ظاہر ہو سو اس سے اجتناب کرو اور تیسرا وہ جس میں اشتباہ واقع ہو اس کا معاملہ خدا کے سپرد کرو۔

یہ ترجمہ فاضل دیوبند سرفراز صاحب کا ہے اور اس کا مطلب مولوی صاحب موصوف نے یہ بتایا کہ جن چیزوں میں سکوت ہو قرآن و سنت میں ان کا ذکر نہ ہو ان میں خاموشی اختیار کرو کہ انہیں نہ حرام کہو نہ حلال۔ یہ ترجمہ بھی غلط ہے اور یہ مطلب بھی دھوکہ فریب ہے اولاً" تو یہاں عقائد کا ذکر ہے جیسا کہ رشدہ اور غیہ سے معلوم ہوا ہدایت وگمراہی عقائد سے ہوتی ہے نہ کہ اعمال سے بے نمازی فاسق ہے گمراہ نہیں دوسرے اس حدیث میں ارشاد ہوا اختلف فیہ یعنی جس میں اختلاف کیا گیا اس کے معنے نہ خاموشی ہیں نہ سکوت بلکہ دلائل یا علماء کا اختلاف مراد ہے یعنی بعض عقائد وہ ہیں جن میں دلائل یا اقوال علماء مختلف ہے جیسے کفار کے فوت شدہ بچوں کا حکم کہ وہ جنتی ہیں یا دوزخی یا آیات متشابہات ان میں ہم کو کوئی فیصلہ نہ کرنا چاہئے حق تعالیٰ کے سپرد کرنا چاہئے کہاں یہ مسئلہ اور کہاں اصل اشیاء میں اباحت کا مسئلہ یہ ہے دیو بندی علم چنانچہ اس کی شرح میں، مرقات میں صفحہ ۲۰۹ پر ہے۔

ويحتمل ان يرادبه اختلاف العماء	یہ بھی احتمال ہے کہ اس سے مراد علماء کے دلائل کا اختلاف ہے۔

کچھ آگے فرماتے ہیں

وقيل المراد مالم يبينه الشرع مثل المنشابهات	کہا گیا ہے کہ اس سے مراد وہ عقائد ہیں جنہیں شریعت نے بیان نہ کیا جیسے آیات متشابہات۔

کچھ آگے فرماتے ہیں

کتعیین یوم القیامة و حکم اطفال المشرکین	جیسے روز قیامت کا مقرر کرنا اور مشرکین کے بچوں کے حکم

اس حدیث کا ترجمہ حضرت شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی نے اشع ۃ اللمعات میں یوں کیا۔

۔۔ حکمے دیگراست کہ ۔ف کردہ شدہ است سنباہ است در رشد وغی لو	دوسرا وہ حکم ہے جس میں اختلاف کیا گیا ہے اور اس کی ہدایت یا گمراہی ہونے میں اشتباہ ہوگیا۔

ان شروح سے وہ ہی بات معلوم ہوئی جو میں نے عرض کی اس سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ اصل اشیاء میں اباحت نہیں ورنہ آیات قرآنیہ سے مخالفت لازم آئے گی۔ راہ سنت کے صفحہ ۱۰۱ پر دوسری حدیث مع ترجمہ یوں بیان کی۔

ان اللہ فرض فرائض فلا تضیعوا ھا وحرم حرمات فلا تنتہکواھا وحد حدود افلا تعتدواھا وسکت عن اشیاء من غیر نسیان فلا تبحثو عنھا	اللہ تعالے نے کچھ فرائض متعین فرمائے ہیں سو ان کو مت ضائع کرو اور کچھ چیزوں کو حرام کردیا ہے سو ان کی پردہ دری مت کرو اور کچھ حدود مقرر کئے ہیں سو ان سے تجاوز نہ کرو اور کچھ چیزوں سے سکوت فرمایا بغیر بھول کے پس ان سے بحث نہ کرو اللہ تعالی نے بغیر نسیان کے سکوت کیا ہے اس سے بحث نہ کرو

لیجئے یہ ہے مولوی سرفراز صاحب کی پیش کردہ حدیث اور یہ ہے ان کا ترجمہ اس سے خاں صاحب نے ثابت کیا کہ جن چیزوں سے شریعت میں خاموشی ہے انہیں نہ حرام جانو نہ حلال بلکہ خاموشی اختیار کرو بتاؤ یہ مطلب کس لفظ سے حاصل ہوا لاتبحثو اعنھ یعنی ان سے بحث نہ کرو کا مطلب بالکل واضح وظاہر ہے کہ ایسی خاموشی کی چیزوں میں جھگڑے نہ کرو وہ تو مباح ہیں ان پر بے دھڑک عمل کرو اس کی شرح وہ حدیث ہے جو اسی مشکواۃ کے باب الاطعمہ میں مذکور ہے وماسکت عنہ فھو مماعفی عنہ جس سے رب تعالی نے سکوت فرمایا اس کی معافی ہے معافی کے معنے یہ ہی ہیں۔

نہ ان کے کرنے پہ پکڑ ہے اور نہ نہ کرنے پر پکڑ مباح کے یہ ہی معنی ہیں اس معنی کی تائید قرآن کریم کی وہ آیت فرما رہی ہے۔ عفا اللہ عنہا اللہ نے ان چیزوں کی معافی دے دی چنانچہ اس حدیث کی شرح میں ملا علی قاری مرقات میں فرماتے ہیں۔

فلاتبحثو عنہا ای لا تفتشوا عن تلک الاشیاء دل علی ان الاصل فی الاشیاء الاباحة بقوله تعالی ھوالذی خلق لکم ما فی الارض جمیعا	ان چیزوں سے بحث نہ کرنے کے معنی یہ ہیں کہ ان کی کرید نہ کرو۔ یہ حدیث اس پر دلالت کرتی ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے کیونکہ رب تعالی فرماتا ہے کہ رب نے تمام چیزیں تمہارے لئے بنائیں

اس حدیث کی شرح میں شیخ عبدالحق اشع ۃ اللمعات میں فرماتے ہیں

کہ فراموشی بر وے روانہ باشد بلکہ رحمت کرد و آسان ساخت کارشما	رب تعالی پر بھول چوک ممکن نہیں بلکہ اس نے تم پر رحم فرمایا تمہارے کام آسان فرمائے

سبحان اللہ فیصلہ فرمادیا کہ قرآن وحدیث میں بعض چیزوں سے خاموشی تم پر رحمت اور تمہارے کاموں کو آسان کرنے کے لئے ہے تاکہ تم بے تامل ایسے کام کئے جاؤ تم پر کوئی روک ٹوک نہ ہو ملا علی قاری نے تو یہ حدیث اصل اشیاء میں اباحت کی دلیل قرار دی۔ فرماؤ سرفراز صاحب یہ حدیث پیش کرتے وقت اور اس سے یہ مسئلہ نکالتے وقت آپ کے دل میں خوف خدا نہ آیا کیا آپ کو مرنا اور خدا کو منہ دکھانا نہیں حدیث رسول ﷺ میں ایسی خیانت اور مسلمانوں کو اس طرح دھوکہ دینا۔ آپ دیو بندیوں نے اسلام اور مسلمانوں پر بہت ظلم کئے اس کا نتیجہ ہے کہ آج تم دنیائے اسلام میں ایسے ذلیل ہو ہر جگہ اپنا مذہب چھپاتے پھرتے ہو یہ ہے تمہارا علم اور یہ ہے تمہاری دیانت جب تم لوگ اللہ رسول کو گالیاں دینے سے نہیں شرماتے تو ان پر جھوٹ باندھنے سے کیا شرماؤ گے۔ ہمارے سرفراز صاحب نے اپنے اس مقصد کے لئے در مختار کی وہ عبارت پیش فرمائی۔

علی ماھو المنصور من ان الاصل فی الاشیاء التوقف	مذہب منصور یہ ہے کہ اصل حالت اشیاء میں توقف ہے

اسی طرح اور چند کتب فقہ کے حوالہ دیئے۔ ان کے متعلق عرض ہے کہ اولا رد المحتار

نے اس قول کی تردید اسی جگہ کردی جس کے حوالے ابھی گذر گئے نیز فقہاء کرام کا یہ اختلاف کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے یا حرمت یا توقف نزول شریعت سے پہلے کے متعلق ہے کہ اسلام کی تشریف آوری سے پہلے بجز عقیدہ توحید دیگر اشیاء حرام تھیں۔ یا حلال یا ان کے متعلق کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ جس کے حوالے پہلے گذر چکے اس میں مذہب حق یہ ہے کہ اصل اباحت ہے۔ وہ فطرت والے لوگ کسی چیز کے کھانے پینے پر مجرم نہ تھے نیز یہ اختلاف ان اموال کے متعلق بھی ہے جن کی اباحت اصلیہ شریعت مطہرہ نے منسوخ فرمادی۔ ان میں حرمت اصل یا اباحت یا توقف جیسے سودی اموال یا چاندی سونے کا استعمال وغیرہ اس اختلاف کو عام چیزوں سے تعلق نہیں چنانچہ تفسیرات احمدیہ میں اس بحث میں صفحہ ۱۲ پر ہے۔

فیمکن ان یستدل بها علی ان الاصل فی الاشیاء الا باحة کما هومذهب طائفة بخلاف الجمهور فان عندهم الاصل هوالحرمة ولا یظهر ثمرته الافی قوله علیه السلام لا تبیعوا الطعام الاسوا بسواء فان عند نا الاصل هو اباحة الربواحتی یعفو عنه عدم القدر والجنس وانما تثبت الحرمة اذا وجد جمیع الشرائط وعند الشافعی الاصل هوالحرمة فی کل حال والمساوات مخلص منها

ممکن ہے کہ اس آیت سے اس مسئلہ پر دلیل قائم کی جاوے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے جیسا کہ یہ ایک گروہ کا مذہب ہے بخلاف جمہور کے کہ ان کے ہاں اصل حرمت ہے اس اختلاف کا نتیجہ صرف حضور کے اس فرمان میں ظاہر ہوگا کہ غلہ نہ بیچو مگر برابر برابر۔ ہمارے ہاں سود میں اصل اباحت ہے حتی کہ معاف ہوتا ہے جنس وزن کے نہ ہونے پر حرمت جب ثابت ہوگی جبکہ سود کے شرائط پائے جاویں اور امام شافعی کے ہاں ان میں اصل حرمت ہے برابری میں اس سے چھٹکارا حاصل کرنے کا ذریعہ۔

فرمایئے مولوی سرفراز صاحب آپ نے تفسیر احمدی کی عبارت پوری نقل کیوں نہ کی آدھی عبارت نقل کرکے مسلمانوں کو دھوکا کیوں دیا کیا یہ مجرمانہ خیانت نہیں ہے اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو ہدایت دے اور سنیئے ہدایہ جلد سوم باب الربوا میں ہے۔

وعند الشافعی الطعم فی المطعومات والثمنیة فی الاثمان والجنسیة شرط والمساوات مخلص والاصل هوالحرمة عنده

امام شافعی کے ہاں کھانوں میں مطعومیت اور سونے چاندی میں ثمنیت معتبر ہے اور جنسیت شرط ہے برابری سود سے بچانے والی اور اصل ان میں حرمت ہے امام شافعی کے ہاں

دیکھو سودی مال میں اختلاف یہ ہوا کہ ہمارے ہاں ان میں اصل اباحت ہے اور شوافع کے ہاں اصل حرمت اسی ہدایہ کتاب الکراہیۃ میں ہے۔

والتختم بالذهب علی الرجال حرام لما روینا وعن علی رضی الله عنه ان النبی صلی الله علیه وسلم نهی عن التختم بالذهب ولان الاصل فیه التحریم التختم والا تموذج وقد اندفعت بالادنی وهو الفضة

سونے کی انگوٹھی پہننا مردوں پر حرام ہے حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی ﷺ نے سونے کی انگوٹھی سے منع فرمایا اور اس لئے کہ سونے چاندی میں اصل حرمت ہے اباحت مہر لگانے یا نمونے کے لئے ہے اور وہ تو ادنی یعنی چاندی سے پوری ہوگئی۔

فرمایئے کچھ پتہ لگا کہ اصل حرمت ہونا یا سکوت ہونا سونے چاندی کے استعمال میں ہے کتب کیا فرما رہی ہیں اور آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ خیال رہے کہ اباحت اصلیہ احناف کا ایسا ضروری اصولی مسئلہ ہے جس پر بہت سے شرعی قاعدے بنی ہیں دیکھو علم اصول کا قاعدہ ہے کہ اگر محرم اور مبیح دلائل میں مقابلہ ہوجائے تو محرم کو ترجیح ہوتی ہے کیوں اس لئے تاکہ نسخ دو بار نہ ماننا پڑے۔ اس طرح کہ دلیل محرم تو اصلی اباحت کو منسوخ کرے اور پھر یہ مبیح دلیل محرم دلیل کو منسوخ کرے اس لئے ترجیح محرم کو دو تاکہ نسخ صرف ایک بار ہی ہو کہ دلیل اباحت تو اباحت اصلیہ کی تائید کرے اور محرم اسے منسوخ فرمائے کہیئے اگر اباحت اصلی کوئی چیز ہی نہیں تو یہ قانون شرعی کیونکر درست ہوا۔ نیز علم اصول کا قانون ہے کہ جب کسی کام کی فرضیت منسوخ ہوجائے تو وہ اباحت جو فرض کے ضمن میں ہے وہ بھی منسوخ ہوجاتی ہے کیونکہ اباحت جنس ہے اور فرضیت نوع اور ظاہر ہے کہ نوع کے مٹنے سے اس کے سارے اجزاء جنس وفصل مٹ جائینگے۔ زید مرگیا تو اس کی جنس یعنی حیوان اور فصل یعنی ناطق سب ہی فنا

ہو گئے۔ مگر پھر یہ ہی چیز مباح رہتی ہے کیوں؟ اباحت اصلی کی وجہ سے یعنی جو اباحت فرضیت کے ضمن میں تھی وہ تو فرضیت کے ساتھ گئی مگر اباحت اصلیہ نے پھر اسے مباح کر دیا دیکھو عاشورے کے دن کا روزہ شروع اسلام میں فرض تھا پھر اس کی فرضیت ماہ رمضان کے روزوں سے منسوخ ہوگئی مگر پھر بھی یہ روزہ مباح ہے دیکھو نور الانوار مع حاشیہ۔ کہئے مولوی صاحب آنکھیں کھلیں۔ اگر اباحت ہر چیز کی اصل نہیں تو ان قواعد کے کیا معنی افسوس ہے کہ دین کے ساتھ علم کا بھی صفایا ہے مصنف بننے سے پہلے کچھ تھوڑا بہت پڑھ لیا ہوتا۔

مولوی سرفراز صاحب کی عجیب منطق!

مولوی صاحب نے راہ سنت میں فرمایا ہے کہ جیسے وجوب فرضیت سنیت شرعی احکام ہیں ایسے ہی اباحت وجواز بھی شرعی حکم ہیں تو جیسے بغیر خاص دلیل کے فرضیت یا وجوب ثابت نہیں ہو سکتا ایسے ہی بغیر خاص دلیل اباحت بھی ثابت نہیں ہوسکتی۔ لہٰذا جب تک کہ حضور انور ﷺ کا قول یا فعل نہ ملے کسی چیز کو مباح نہیں کہہ سکتے دیکھو راہ سنت صفحہ ۱۰۴ و صفحہ ۱۰۵۔ مگر مولوی صاحب اپنا یہ انوکھا نرالہ قاعدہ حرام۔ شرک۔ کفر کے لئے بھول گئے مولوی صاحب اور ان کے سارے دیوبندی پیشوا ہزار ہا مستحبات کو صرف اس لئے حرام کفر شرک کہہ دیتے ہیں۔ کہ زمانہ نبوی میں موجود نہ تھے وہاں یہ نہیں فرماتے کہ جیسے فرضیت کے لئے امر ضروری ہے ایسے ہی حرمت کے لئے نہی یعنی ممانعت لازم ہے ذرا قربان تو جاؤ اس قاعدہ کے کہ اباحت جیسا ہلکا حکم تو بغیر صریحی فرمان یا فعل رسول ﷺ ثابت نہ ہوسکے۔ مگر حرمت شرک کفر جیسے اہم اور انتہائی نازک مسائل صرف مولوی صاحب کے جنبش قلم اور جنبش لب سے ثابت ہو جاتے ہیں پھر جہاں خود ہزار ہا بدعات کرتے ہیں تو وہاں یہ حکم بدل جاتا ہے مردوں کے لئے ختم قرآن کرنا بدعت حرام شرک کفر ہے اس پر پیسہ لینا حرام ہے مگر دیوبند میں مصیبت کے موقعہ پر ختم بخاری کرانا پھر اس پر روپیہ دینا دیو بندی علماء طلباء کو نہ حرام ہے نہ بدعت نہ کفر نہ شرک ہے یہ ہے ان کی بے قیدی اور خود مختاری۔

تحقیقی جواب

جناب یہ بالکل درست ہے کہ اباحت وجوب فرضیت حرمت کراہیت شرعی احکام ہیں مگر جیسا حکم ویسی اس کی دلیل فرضیت وجوب ایسے اہم حکم ہیں جن پر کفر وفسق مرتب ہے ان کے لئے بہت مضبوط دلیل چاہئے حتی کہ فرضیت کے لئے دلیل قطعی چاہئے جو قطعی الثبوت بھی ہو قطعی الدلالت بھی اور قطعی الطلب بھی اور وجوب کے لئے ظنی دلیل بھی کافی ہوتی ہے مگر اباحت واستحباب نہایت ہی ہلکے حکم ہیں کہ ان پر نہ کفر مرتب ہے نہ گمراہی نہ فسق نہ عذاب کوئی کرے اچھا نہ کرے کچھ نہیں لہٰذا اباحت کے لئے صرف اتنا کافی ہے کہ وہ شرعاً ممنوع نہ ہو اور استحباب کیلئے صرف اتنا کافی کہ بزرگان دین اسے اچھا سمجھیں اس کے دلائل جاء الحق میں بہت تفصیل سے مذکور ہیں۔ حتیٰ کہ در مختار میں مستحب کی تعریف میں فرمایا وما احبہ السلف مستحب وہ بھی ہے جسے سلف صالحین اچھا جانیں۔ نیز نور الانوار شریف بحث احکام مشروعہ صفحہ ۱۶۷ میں ہے الا ان المستحب ما احبہ السلف مستحب وہ ہے جسے سلف صالحین اچھا سمجھیں غرض یہ کہ کتب فقہ واصول فقہ سے ثابت ہے کہ مستحب کے لئے مسلمانوں کا اچھا جاننا ہی کافی ہے جیسا حکم ویسی دلیل۔ دیکھو زنا کے لئے چار گواہ درکار عام مالی وسیاسی احکام کے لئے دو کافی اور رمضان کے چاند کے لئے ایک گواہ کی بھی ضرورت نہیں صرف ایک عادل مسلمان کی خبر کافی جبکہ مطلع صاف نہ ہو دیکھو جیسا حکم ویسی اس کی دلیل اس کی مکمل بحث جاء الحق حصہ اول میں موجود ہے مگر مصنف راہ سنت نے اس کتاب کے مطالعہ کی زحمت ہی گوارا نہ فرمائی یا کج بحثی کے لئے یہ سب کچھ فرما رہے ہیں۔

مولوی سرفراز صاحب کا بے نمازیوں پر احسان عظیم

مولوی صاحب کو جاء الحق کی ایک دلیل آفت بن کر سامنے آگئی وہ ہے حدیث صحیح مارآہ المومنون حسنا فھو عندالله حسن جسے مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھی ہے اس کے متعلق اولا تو مولوی صاحب بہت سٹ پٹائے آخر یہ کہہ کر جان چھڑائی کہ یہاں مومنوں سے مراد صحابہ کرام ہیں اور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس کام کو صحابہ کرام اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک اچھی ہے چلو

چھٹی ہوئی اب شرابی بھنگی جواری بے نمازی غرض یہ کہ پانچوں شرعی عیب والے لوگ مولوی صاحب کا شکریہ ادا کریں۔

انہیں نذرانے چڑھاوے پیش فرماویں کہ مولوی صاحب نے بیک جنبش قلم سب لوگوں کو تمام شرعی احکام سے معافی دیدی کیوں کہ قرآن کریم میں جس قدر احکام ہیں ان میں یا تو فرمایا گیا۔ یا ایھا الذین آمنو اے ایمان والو اور یا ارشاد ہوا علی المومنین یعنی مسلمانوں پر یہ لازم یا حرام ہے اب مولوی صاحب کے فتوے سے مومنین اور امنو سے مراد تو صرف صحابہ کرام ہوئے کہ نزول قرآن وحدیث کے وقت وہ ہی لوگ موجود تھے خطاب انہیں سے تھا تو نماز روزہ۔ وغیرہ تمام فرائض اور شراب جواء۔ زنا۔ وغیرہ تمام محرمات صرف ان صحابہ کرام ہی سے متعلق تھے رہے ہم جیسے بعد کے لوگ انہیں کسی اسلام حکم سے کوئی تعلق نہیں ہمارے لئے نہیں بلکہ دیو بندیوں کے لئے چاروں راہ کھلے ہیں جو چاہیں کریں۔ مولوی صاحب ہوش کرو تم اپنے مذہب کو منانے کے لئے قرآن وحدیث کو کیوں بگاڑنے کی کوشش کرتے ہو کتنی ہی کوشش کرو مگر تمہارا دین نجدیت نہ سنبھلا ہے نہ سنبھلے؟

کیا بنے بات جہاں بات بنائے نہ بنے

لطیفہ حضرت قبلہ حکیم الامت مد ظلہ مفتی احمد یار خان صاحب نے ایک عجیب لطیفہ سنایا کہ جب وہ حج بیت اللہ کے لئے پہلی بار مکہ معظمہ حاضر ہوئے تو ایک دن بعد مغرب حرم شریف کا نجدی امام لوگوں کو وعظ سنا رہا تھا۔ وعظ کیا تھا۔ اولیاء اللہ پر غیظ وغضب تھا اسی اثنا میں اس نے کہا لوگ سید احمد بدوی کو پوجنے لگے ہیں اس کی قبر سے منت مانگتے ہیں یہ شرک عظیم ہے۔ ایک یمنی حاجی نے اٹھ کر کہا کہ ہم سید احمد بدوی سے منت نہیں مانگتے بلکہ ان کے وسیلہ سے رب سے مانگتے ہیں وہ اللہ کے ولی ہیں اور اللہ تعالیٰ بوسیلہ اولیاء دعا قبول فرماتا ہے تو نجدی امام کہنے لگے۔ کیف علمت انه ولی الله لا نعلم انه مات علی الایمان او علی کفر هل اوحی الیک تجھے کیا معلوم کہ احمد بدوی ولی اللہ ہے ہم کو تو یہ بھی نہیں معلوم کہ وہ اسلام پر مرا یا کفر پر بیچارہ یمنی حاجی خاموش ہوگیا حضرت حکیم الامت نے فوراً" فرمایا علمنا ولایته بشهادة المومنین وقال النبی صلی الله علیه وسلم انتم شهداء الله فی الارض یعنی ہم نے سید احمد بدوی کی ولایت عامتہ المسلمین کی گواہی سے پہچانی

حضور فرماتے ہیں کہ اے مسلمانو! تم اللہ کے گواہ ہو زمین میں تو جسے مسلمان ولی کہیں وہ اللہ کا ولی ہی ہے اس پر امام صاحب کے چہرے کا رنگ اڑ گیا گھبرا کر بولے کہ یہ فرمان رسول صحابہؓ کے لئے ہے کیونکہ وہاں ہے انتم یعنی تم لوگ اور بعد کے لوگ تو اس وقت تھے ہی نہیں وہ اس خطاب میں داخل نہیں لہٰذا جسے صحابہ کرام ولی یا جنتی کہیں وہی ولی یا جنتی ہوگا نہ کہ ہم لوگ حضرت حکیم الامت نے فرمایا۔ بہت خوب پھر تو ہم لوگوں پر کوئی شرعی حکم نہ رہا کہ تمام احکام قرآنی میں خطاب کے صیغے ہیں۔ ہم اس وقت موجود نہ تھے صرف صحابہ کرام تھے ان پر سارے احکام بھی تھے۔ اس جواب پر فبھت الذی کفر مگر مولوی سرفراز تو ان امام سے بھی دو قدم آگے بڑھ گئے انہوں نے خطاب کا ذکر نہ فرمایا۔ بلکہ المومنون سے مراد صحابہ کرام لئے لہٰذا خطاب ہو یا نہ ہو لفظ ایمان والے اور مومن ان تمام الفاظ میں صحابہ ہی داخل مانے۔

گر ہمیں مکتب وہمیں ملا

کار طفلاں تمام خواہد شد

ان ہی دیو بندیوں کے لئے علامہ اقبال فرماتے ہیں۔ شعر

احکام ترے حق ہیں مگر اپنے مفسر

تاویل سے کر سکتے ہیں قرآن کو پاژند

مگر تاویل شاں در حیرت انداخت

خدا وجبرئیل ومصطفے را

مسلمانو! خیال رکھو کہ حرام وشرک وکفر تو بڑی سخت چیزیں ہیں۔ صرف کراہت تنزیہی کے لئے بھی دلیل شرعی کی ضرورت ہے کسی چیز کو بغیر دلیل مکروہ تنزیہی بھی نہیں کہہ سکتے۔ یہ قاعدہ خود وہابیوں کے پیشوا بھی مانتے ہیں۔ چنانچہ دیو بندیوں کے پیشوا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی اپنے فتاوے رشیدیہ جلد دوم ۱۲۹ میں فرماتے ہیں۔

مگر کراہت تنزیہی کے واسطے دوسری دلیل اثبات کراہت کی حاجت ہوتی ہے فرمایئے سرفراز صاحب آپ تو بغیر کسی دلیل کے حرام وشرک بھی کہہ دیتے ہیں مگر آپ کے پیشوا مولوی رشید احمد صاحب کراہتہ تنزیہی کے لئے بھی خاص دلیل

ضروری مانتے ہیں۔ اباحت و استحباب کے لئے کسی خاص دلیل کی ضرورت نہیں صرف صالحین مسلمان جس کام کو اچھا جانیں وہ مستحب ہے۔

بدعت

حضرات دیوبند کے مذہب کا مدار صرف دو چیزوں پر ہے ایک شرک دوسرا بدعت شرک وبدعت کا وظیفہ یہ لوگ ایسا جپتے ہیں کہ پناہ بخدا مگر آج تک یہ لوگ معین نہ کرسکے کہ شرک کیا چیز ہے اور بدعت کیا ان کی تعریفوں میں انہوں نے ایسے غوطے کھائے ہیں کہ حیرت ہوتی ہے۔ سرفراز صاحب نے بھی اپنی کتاب راہ سنت میں اس پر بہت زور دیا ہے چنانچہ انہوں نے صفحہ ۶۷ سے صفحہ ۱۴۰ تک کے اوراق اس کے لئے سیاہ فرمائے ہیں مگر پھر بھی کچھ بنا نہ سکے پہلے تو یہ حضرات کہتے تھے کہ جو کام حضور انور ﷺ کے زمانے کے بعد ایجاد ہو وہ بدعت ہے اور ہر بدعت حرام جب ان سے کہا گیا کہ جمع قرآن اور قرآن مجید میں اعراب یعنی زیر زبر زمانہ نبوی کے بعد کی ایجادات ہیں تو فرمانے لگے کہ تین زمانہ یعنی زمانہ صحابہ زمانہ تابعین وتبع تابعین کے بعد جو شے ایجاد ہو وہ بدعت ہے حالانکہ کسی حدیث یا فرمان صحابہ نے یہ ثابت نہیں کہ ان تین زمانہ کی ہر ایجاد سنت ہے اور بعد کی ہر ایجاد بدعت ہے۔ صرف یاروں کی رائے ہے مگر جب پھر عرض کیا گیا کہ موٹر۔ ریل۔ ہوائی جہاز کی سواریاں بہت بعد کی ایجادات ہیں۔ فرماؤ ان کا استعمال حرام ہے یا حلال تو بولے نہیں صاحب جو کام ان تین زمانوں کے بعد ایجاد ہوں اور دینی کام ہوں دنیاوی نہ ہوں وہ بدعت ہیں۔ اس پر ہمارے سرفراز صاحب نے بہت زور دیا ہے اب عرض ہے کہ دینی مدارس کے نصاب مشائخ کے ایجاد کردہ اعمال جیسے پاس انفاس سلطان الاذکار یا مذہب حنفی۔ شافعی یا طریقت کے سلسلے قادری چشتی۔ نقشبندی بدعت ہیں یا نہیں یہ تو ان تین زمانوں کے بہت بعد کی ایجادات ہیں اور آپ تمام حضرات ان پر کاربند فرماؤ اگر بدعت ہیں تو حرام ہونے چاہئیں تو لگے بغلیں جھانکنے۔ حتی کہ ان کی مشہور کتاب ارواح ثلثہ میں تو لکھ دیا گیا کہ احداث فی الدین اور ہے احداث للدین کچھ اور احداث فی الدین حرام ہیں اور احداث للدین حلال لگے فی الدین اور للدین کا فرق نکالنے ہم اپنے رب کے بھروسہ پر پھر اعلان کرتے ہیں کہ یار لوگ چاہے ہزار ہا قیدیں اپنے گھر سے لگائیں۔ مگر

ان سے بدعت کی جامع مانع تعریف نہ ہو سکی ہے نہ ہو سکے گی سارے دیو بندی گنگوہی جنگلی کو ہی کو اعلان عام ہے کہ بدعت کی ایسی تعریف فرماویں۔ جس کی زد میں میلاد شریف گیارہویں تو آجاوے مگر مدرسہ دیو بندیہ کا نصاب تعلیم رمضان کی تعطیل دستار بندی، درست رہے ختم قرآن حرام ہو ختم بخاری جائز انشاء اللہ نہ ہو سکی ہے نہ ہو سکے گی ہے کوئی ماں کا لال دیو بندی جو شرک وبدعت کی جامع مانع تعریف کردے۔ ہمیشہ غوطے ہی کھائیں گے۔ یہ ہے مذہب کی بے اصولی ہم بدعت کے متعلق کتاب جاء الحق حصہ اول کا ایک مضمون نقل کئے دیتے ہیں۔ ناظرین بلکہ خود مولوی سرفراز صاحب فیصلہ فرماویں کہ کیا وہ اس کا شافی جواب دے سکتے ہیں ملاحظہ فرماؤ۔

جاء الحق کی عبارت

آؤ ہم آپ کو دکھائیں کہ اسلام کی کوئی عبادت بدعت حسنہ سے خالی نہیں

ایمان مسلمانوں کے بچہ بچہ کو ایمان مجمل ایمان مفصل یاد کرایا جاتا ہے ایمان کی یہ دو قسمیں اور ان کے یہ دو نام بدعت ہیں قرون ثلثہ میں ان کا پتہ نہیں

کلمہ ہر مسلمان چھ کلمے یاد کرتا ہے یہ چھ کلمے ان کی تعداد ان کی یہ ترتیب بدعت ہے جس کا قرون ثلثہ میں پتہ نہ تھا۔

قرآن مجید قرآن شریف کے تیس پارے بنانا اس میں رکوع واعراب لگانا اس پر سنہری روپہلی جلدیں تیار کرنا اسے بلاک وغیرہ پر چھاپنا یہ سب کچھ بدعت ہے قرون ثلثہ میں اس کا پتہ نہیں۔

حدیث شریف احادیث کو کتابی شکل میں جمع کرنا حدیث کی اسنادیں بیان کرنا اسناد پر جرح کرنا حدیث کی قسمیں بنانا۔ صحیح ضعیف معضل مدلس وغیرہ۔ پھر ان قسموں کی ترتیب کہ اول نمبر حدیث صحیح ہے دوم نمبر حسن۔ سوم نمبر ضعیف۔ پھر ان کے احکام مقرر کرنا کہ حلال وحرام چیزیں حدیث صحیح سے ثابت ہونگی اور فضائل اعمال میں حدیث ضعیف بھی کافی ہے غرض کہ سارا فن حدیث بدعت ہے جس کا ثبوت قرون ثلثہ میں نہیں۔

اصول حدیث یہ فن از اول تا آخر بدعت ہے اس کا تو نام بھی بدعت ہے اس کے تمام قواعد بدعت۔

فقہ اس پر آج دین کا دار ومدار ہے مگر از اول تا آخر یہ بھی بدعت ہے جس کا قرون ثلثہ میں نام ونشان نہیں۔

اصول فقہ و علم کلام یہ علوم بھی بدعت ہیں ان کے تمام قواعد وضوابط سب بدعت کہ قرون ثلثہ میں ان کا پتہ نہ تھا۔

نماز نماز کی نیت زبان سے کرنا بدعت ہے پھر امامت پر تنخواہ مقرر کرنا غالیچہ وقالین کے مصلوں پر نماز پڑھنا جس پر حرمین طیبین کے نقشے ہوں بدعت ہے اسی طرح گھڑی کے اوقات گھنٹہ ومنٹ سے نماز و جماعت ادا کرنا بدعت ہے۔

روزہ افطار روزہ کے وقت زبان سے دعا کرنا اللھم لک صمت الخ اور سحری کے وقت زبان سے دعا کرنا اللھم بالصوم لکِ غدنویت پھر اعلیٰ درجہ کے پراٹھوں شربت چائے سے روزہ افطار کرنا بدعت ہے۔

زکواۃ زکواۃ میں سکہ رائج الوقت تصویر دار نکالنا بدعت ہے یہ مروجہ سکے قرون ثلثہ میں نہ تھے۔

حج ریل گاڑی۔ لاری۔ موٹر۔ ہوائی جہاز کے ذریعہ سفرحج کرنا پھر عرفات ومنیٰ میں بسوں پر جانا بدعت ہے کہ ان تین زمانوں میں نہ یہ سواریاں تھیں نہ ان کے ذریعہ حج وعمرہ ہوتا تھا۔

طریقت طریقت کے سارے مشاغل اور تصوف کے سارے اعمال بدعت ہیں مراقبے چلے پاس انفاس تصورشیخ وغیرہ۔ ذکر کے اقسام سب بدعت ہیں جن کا ثبوت قرون ثلثہ میں نہیں۔

چار سلسلے شریعت وطریقت کے چار سلسلے یعنی۔ حنفی۔ شافعی مالکی حنبلی۔ یونہی قادری۔ چشتی۔ نقشبندی سہروردی یہ سب بدعت ہیں کوئی صحابی حنفی شافعی یا قادری نقشبندی نہ تھے۔

جہاد موجودہ زمانہ میں جنگی اسلحہ وہ وہ ایجاد ہو چکا ہے جس کا خیر القرون میں پتہ نہ تھا۔ بم۔ راکٹ۔ ہوائی جہاز وغیرہ ان سے جہاد کرنا بدعت ہے

دنیاوی چیزیں آج کل دنیا میں وہ چیزیں ایجاد ہو چکی ہیں جن کا خیر القرون میں نام نہ تھا۔ خط۔ لفافہ۔ تار۔ ٹیلی فون۔ ریل۔ موٹر۔ ہوائی جہاز وغیرہ ایجادات اور دوسری

چیزیں جنہیں تمام دنیا استعمال کرتی ہے اور دیو بندی حضرات ان کے ذریعہ عبادات بھی ادا کرتے ہیں۔ برقی پریسوں میں دینی کتب چھپواتے ہیں ڈاک خانہ سے دینی کتب کا پارسل کرتے ہیں ذرا مہربانی فرما کر سرفراز صاحب ان چیزوں کا ثبوت دیں۔ ان کے متعلق احادیث پیش فرماویں کہ یہ چیزیں قرون ثلثہ میں تھیں۔ سرفراز صاحب آپ کو قسم ہے کہ اپنے سارے اگلے پچھلے زندہ مردہ پیشواؤں کو جمع فرما کر ان مذکورہ چیزوں کا ثبوت خیر القرون سے کرا دیں۔ یہ تو آپ سے کیا ہو سکے گا۔ صرف مدرسہ دیو بند کا نصاب تعلیم۔ ایام تعطیل۔ مولویوں کی تنخواہیں اور دورہ ختم کرنے پر دستار بندی کا ثبوت صحاح ستہ یا کسی حدیث سے پیش فرماویں۔ وادعوشہداء کم ان کنتم صادقین اور اگر ثبوت پیش نہ کر سکیں تو ان سب چیزوں کو اس طرح حرام وشرک کہیں جیسے آپ میلاد شریف وعرس بزرگان کو حرام وشرک کہتے ہو۔ ثبوت دو۔ ثبوت دو۔ ثبوت دو۔ ورنہ توبہ تحریر کرو۔ حضرت آپ کا وجود نامسعود بھی بدعت ہے اور آپ سراپا چلتے پھرتے بولتے بدعت ہیں کیونکہ بقول خود آپ بے دین نہیں بلکہ دیندار ہیں اور قرون ثلثہ میں موجود نہ تھے آپ دینی چیز بھی ہوئے اور بعد کی پیداوار بھی لہٰذا آپ مجسم بدعت ہیں۔

عجیب لطیفہ

ایک دیو بندی مولوی کسی جگہ نکاح پڑھانے گئے۔ دولہا کے سر پر پھولوں کا سہرا تھا۔ فوراً فتوی ٹھونک دیا کہ یہ حرام ہے سہرے کا ثبوت خیر القرون میں نہیں نہ کسی کتاب میں ہے چنانچہ سہرا اتار دیا گیا۔ جب نکاح سے فارغ ہوئے تو دولہا کے والد نے مولوی صاحب کو دس روپیہ کا نوٹ نکاح پڑھائی دیا مولوی صاحب نوٹ جیب میں رکھ رہے تھے کو دولہا نے ہاتھ پکڑ لیا۔ بولا کہ مولوی صاحب نکاح پڑھا کر دس روپیہ کا نوٹ لینا بدعت ہے خیر القرون میں نہ تھا۔ نہ کسی کتاب سے ثبوت ہے اب مولوی صاحب کی سانس پھول گئی کہ آئی ہوئی نقدی چلدی بولے یہ تو خوشی کی چیز ہے لوگ خوشی سے دیتے ہیں دولہا بولا کہ سہرا بھی خوشی کی چیز ہے لوگ خوشی میں باندھتے ہیں۔ یہ ماتم کے لئے نہیں باندھا جاتا آخر کار مولوی صاحب کے ہاتھوں سہرا بندھوایا گیا۔ تب خیریت سے نوٹ جیب میں پہنچا۔ یہ ہے دیوبندیوں کے شرک وبدعت کی قیمت کہ دس روپیہ میں بدعت سنت بن جاتی ہے ہم کو یقین ہے کہ مولوی سرفراز صاحب بھی نکاح پڑھا کر

رقم لیتے ہونگے ذرا مہربانی فرما کر اس رقم کا ثبوت خیر القرون سے دیں۔ دیو بندیوں کے ہم مذہب نجدی آج ان حجاج سے سوا روپیہ روزانہ فیس لیتے ہیں۔ جو مدینہ منورہ میں آٹھ دن سے زیادہ ٹھہریں۔ کیا اس فیس کا ثبوت مولوی سرفراز صاحب خیر القرون سے دے سکتے ہیں۔ کہ حضرات صحابہ کرام ؓ نے زائرین مدینہ سے سوا روپیہ روز صرف مدینہ منورہ میں زیادہ ٹھہرنے کا بطور ٹیکس لیا ہو۔ اگر نہیں کر سکتے تو کیا کبھی مولوی صاحب نے اس بدعت کے خلاف قلم اٹھایا ہرگز نہیں یہ تو اپنے گھر کا معاملہ ہے قلم کیسے اٹھائے۔ اب تمام دیوبندیوں کی خیریت اسی میں ہے کہ اپنے اس بے اصولے مذہب سے توبہ کر کے بدعت کی تقسیم مان لیں کہ بعض بدعتیں حسنہ ہوتی ہیں بعض سیئہ حسنہ جائز بلکہ واجب بھی ہوتی ہیں سیئہ ممنوع بلکہ کبھی حرام کبھی کفر بھی بدعت کے متعلق پوری بحث کتاب جاء الحق حصہ اول میں ملاحظہ فرماؤ جسے دیکھ کر بہت سے دیو بندی مسلمان ہو گئے۔ مولوی صاحب نے راہ سنت میں وہ ہی اعتراضات کئے ہیں جن کے جوابات جاء الحق میں تفصیل سے دیدیئے ہیں۔ مولوی صاحب نے راہ سنت کے صفحہ ۹۰ پر ارشاد فرمایا ہے اتباع جیسے فعل وقول میں ہوتی ہے ویسے ہی ترک میں بھی لہٰذا جو کام قرون ثلثہ میں نہ کئے گئے ہوں ان کا نہ کرنا ضروری ہے مولوی صاحب نے عدم فعل اور ترک فعل میں فرق ہی نہ کیا عدم فعل عدم محض ہے اور ترک فعل عدم ثابت واقعی ترک فعل میں اتباع ہے عدم فعل میں اتباع نہیں۔ چھوڑ دینا اور ہے نہ کرنا اور اگر نہ کرنا بھی عبادت ہو تو لازم آئے گا کہ ہم کو ہر وقت کروڑوں عبادتوں کا ثواب ملا کرے کہ ہم ہر آن کروڑوں گناہ نہیں کرتے بلکہ لازم آئے گا کہ شرابی شراب پیتے وقت بھی شراب کا تو گنہگار ہو مگر اس وقت زنا نہ کرنے چوری نہ کرنے کا ثواب پاتا رہے۔ بزرگوں کا کلام سمجھنے کے لئے علم وایمان دونوں کی ضرورت ہے جس چیز کی سخت ضرورت ہو اور حضور ﷺ کو وہ مرغوب بھی ہو۔ پھر کبھی نہ کریں یہ ہے ترک۔ اس کا چھوڑنا ضروری ہے جیسے فجر طلوع ہونے کے بعد سوائے سنت فجر اور کوئی نفل حضور نے کبھی نہ پڑھے حالانکہ حضور کو نوافل مرغوب ہیں۔ تو ہم کو بھی نہ پڑھنا چاہئے۔ چنانچہ عنایہ شرح ہدایہ میں ویکرہ النفل بعد طلوع الفجر کے ماتحت ہے یعنی ان الترک مع الحرص علی الحرز فضیلة النفل دلیل الکراہة نیز صحابہ کرام نے بہت ملک فتح کئے جن میں زبانیں فارسی رومی وغیرہ تھیں۔

وہاں کے لوگ عربی نہ سمجھتے تھے۔ مگر کسی صحابی نے اذان۔ نماز غیر عربی میں ادا نہ کی ضرورت کے باوجود عربی زبان نہ چھوڑی اس سے معلوم ہوا کہ اذان و نماز غیر عربی میں جائز نہیں یہ ترک دلیل کراہت ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ ضرورت کے ہوتے ہوئے کبھی نہ کرنا دلیل کراہت ہے یوں ہی نہ کرنا دلیل کراہت نہیں ورنہ مصیبت آجائے گی مدرسہ دیو بند کا ختم بخاری بھی ختم ہو جائے گا اور اس کی اجرت بھی ختم ہو جاوے گی ترک زنا پر ثواب ہے جبکہ اس کے اسباب جمع ہوں نہ کہ عدم زنا پر مولوی سرفراز صاحب نے راہ سنت کے صفحہ ۹۳ پر جو یہ حوالہ در مختار فتاوی عجیب فتاوی ابراہیم شاہی شرح اوراد سے نقل فرمایا کہ ماہ رمضان میں ختم قرآن کے موقعہ پر دعا مانگنا مکروہ مگر یہ نہ بتایا کہ یہ مسئلہ ان کتب کے کس باب میں ہے سوا در مختار کے اور باقی جو کتب بیان فرمائیں وہ سب مجہول ہیں نہ خبر کہ ان کے مصنف کون ہیں کس عقیدے کے ہیں اور در مختار ہم نے بہت تلاش کی یہ مسئلہ کہیں نہ ملا اولا تو یہ مسئلہ وہاں ہے نہیں اگر ہے تو اس کے آگے کچھ وجہ یا تردید ضرور ہوگی مولوی صاحب نے اس قسم کی خیانت بہت کی ہے کہ ناقص عبارات نقل فرمائیں آگے وہاں ہی اس کی تردید موجود ہے مگر وہ نقل نہ کی سرفراز خاں صاحب در مختار کا باب فصل نقل فرماویں جہاں یہ مسئلہ موجود ہو جاء الحق حصہ اول میں بحوالہ تفسیر روح البیان اور کتاب الاذکار مصنفہ امام نووی سے نقل کیا گیا ہے کہ ختم قرآن کے وقت جو دعا مانگی جاوے اس پر چار ہزار فرشتے آمین کہتے ہیں اور اگر ختم قرآن ماہ رمضان میں ہو تو سبحان اللہ کہ قرآن کے ساتھ رمضان کی برکتیں بھی شامل ہونگی تمام علماء وصلحاء اولیا ان موقعوں پر دعائیں مانگتے ہیں عمل امت بھی بہت قوی دلیل ہوتی ہے اور در مختار ورد المحتار نے تو دفن میت کی بحث میں ایصال ثواب پر مستقل بحث کی ہے کہ سورہ فاتحہ اور فلاں فلاں سورت پڑھ کر کہے کہ الٰہی ان آیات کا ثواب فلاں کو عطا فرما وغیرہ مگر مولوی صاحب کو یہ عبارات نظر نہ آئیں۔ مولوی صاحب فرماویں کہ ختم قرآن پر دعا کرنا اس لئے منع ہے کہ حضرات صحابہ کرام سے ثابت نہیں تو ختم بخاری کرانا اور اس ختم پر دعا کرنا کیوں جائز ہے یہ ختم بخاری صحابہ کرام سے کب ثابت ہے۔ مدرسہ دیو بند میں یہ رواج کیوں ہے اور فتاوی رشیدیہ میں اس کا حکم کیوں دیا گیا۔ مولوی صاحب نے راہ سنت کے صفحہ ۹۳ پر فرمایا کہ عید کے دن نماز عید سے پہلے نوافل نہ پڑھے۔ کیوں؟ اس لئے کہ حضور ﷺ

اور صحابہ کرام نے نہ پڑھے۔ نتیجہ نکلا کہ جو کام وہ حضرات نہ کریں وہ ممنوع ہوتا ہے۔ اس پر ہدایہ کی عبارت نقل فرمائی۔ مگر ہدایہ کی اس عبارت میں حاشیہ پر جو عنایہ نے حاشیہ لکھا وہ نہ پڑھا۔ وہاں یوں ہے۔

وقد ورد النهی والا نکار فی ذالک والانکار فی ذالک عن الصحابة کثیر روی عن ابن مسعود وحذیفة انهما قاما ننها الناس عن الصلواة قبل الامام یوم الفطر

اس بارے میں صحابہ کرام سے انکار و ممانعت بہت ثابت ہے چنانچہ حضرت عبد اللہ ابن مسعود اور حضرت حزیفہ سے ثابت ہے کہ وہ دونوں حضرات کھڑے ہوئے اور لوگوں کو عید الفطر کے دن امام سے پہلے نفل پڑھنے سے منع فرمایا۔

اس سے معلوم ہوا کہ نماز عید سے پہلے نفل کی کراہت عدم فعل کی وجہ سے نہیں بلکہ ترک اور انکار کی وجہ سے ہے ترک اور چیز ہے انکار دوسری چیز عدم فعل دلیل کراہت نہیں ترک فعل دلیل کراہت ہو سکتی ہے۔ فرمایئے اگر کوئی شخص عام حالات میں نماز اشراق وچاشت کے درمیان کوئی نوافل پڑھے۔ رضا الٰہی کے لئے کیا اسے منع کیاجاوے گا۔ ہرگز نہیں اس ہی راہ سنت کے صفحہ ۹۳ پر ارشاد فرماتے ہیں کہ نماز رغائب جو رجب میں پڑھی جاتی ہے صرف اس لئے ممنوع ہے کہ حضور ﷺ و صحابہ سے ثابت نہیں یہاں بھی مولوی صاحب نے سخت خیانت سے کام لیا نماز رغائب کو فقہاء منع نہیں کرتے۔ بلکہ ان نوافل کو باقاعدہ اہتمام کے ساتھ باجماعت پڑھنے کو ممنوع کہتے ہیں کیونکہ نوافل کے لئے جماعت کا اہتمام ممنوع ہے اس لئے مولوی صاحب نے ممانعت کی عبارت نقل نہ کی بلکہ دلیل نقل فرمائی۔ یہ ہے مجرمانہ خیانت ہم سے اصل عبارت سنئے ردالمحتار بحث نوافل میں احیاء لیلۃ العیدین کے ماتحت فرماتے ہیں۔

ومن همهنا یعلم کراهة الاجتماع علی صلواة فی الرغائب اللتی تفعل فی رجب فی اول جمعة منه وانه بدعة وما یحتاله اہل الروم من نذر هالتخرج من النفل والکراهة فباطل

یہاں سے پتہ لگا کہ نماز رغائب جو رجب کے پہلے جمعہ کو پڑھی جاتی ہے۔ اس کے لئے مجمع کرنا بدعت ہے اور رومی لوگ جو اس کی جماعت کا حیلہ یہ کرتے ہیں کہ اسکی نذر مان لیتے ہیں تاکہ نفل وکراہیت سے بچ جاوے باطل ہے۔

کہیے کچھ آنکھیں کھلیں دھوکہ دینا بڑی بری بات ہے۔ فقہاء عیدین کی راتوں میں جاگنے نوافل پڑھنے کو منع نہیں کرتے۔ اسی طرح رجبی نماز یعنی نماز رغائب کو کیوں منع فرمائیں۔ ان نوافل کی جماعت کو ممنوع قرار دیتے ہیں کیونکہ سوائے خاص نوافل کے باقی نوافل کے لئے جماعت کا اہتمام مکروہ ہے حتی کہ نماز تہجد بھی باجماعت ادا نہ کرے۔

بڑا بھاری فریب

مولوی صاحب نے عالمگیری کی ایک عبارت راہ سنت کے صفحہ ۹۴ پر نقل کی۔

قراۃ الکافرون الی الاخرمع الجمع مکروبة لانها بدعة لم ینقل ذالک عن الصحابة والتابعین

سورہ کافرون سے آخر تک مجمع کے ساتھ پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ یہ بدعت ہے صحابہ کرام یا تابعین سے منقول نہیں۔

مولوی صاحب نے امت رسول کو دھوکہ دیا کہ جو عام ختم میں قل یا ایہا الکافرون سے الحمد شریف تک پڑھ کر ایصال ثواب کرتے ہو یہ فقہاء کے نزدیک ممنوع ہے مسلمانو! بولو کیسا دھوکا اور دجل وفریب دیا یہاں لفظ بالجمع کو نظرانداز کر دیا عالمگیری میں فرمایہ رہے ہیں کہ تمام لوگوں کا مل کر بہ آواز بلند یہ سورتیں پڑھنا ممنوع ہے حکم قرآنی کے خلاف ہے یا تو ایک شخص پڑھے دوسرے سنیں یا سب اپنے دل میں پڑھیں رب فرماتا ہے۔

واذ قرء القرآن فاستمعواله وانصتو لعلكم ترحمون	جب قرآن کی تلاوت کی جاوے تو اسے غور سے سنو اور خاموش رہو تاکہ تم پر رحم ہو۔

ورنہ اسی بحث میں یعنی کتاب الکراہتہ میں صفحہ ۳۱۷ پر ہے۔

قوم یجتمعون ویقرون الفاتحة جهرا دعاء لايمنعون عادة والاولى المخافتة	جو قوم مجمع لگا کر دعا کی نیت سے سورہ فاتحہ بلند آواز سے پڑھے انہیں منع نہ کرو لیکن بہتر ہے آہستہ پڑھنا

معلوم ہوا کہ تلاوت قرآن کا حکم اور ہے دعا بالقرآن کا حکم کچھ اور تلاوت تو آہستہ کی جائے سب لوگ بلند آواز سے نہ پڑھیں۔ مگر دعا بالقرآن یا تعلیم قرآن بلند آواز سے جائز ہے۔ ابھی ہم شامی در مختار کی عبارتیں نقل کر چکے کہ وہ حضرات ایصال ثواب کا طریقہ بتا رہے ہیں کہ فلاں فلاں سورت پڑھے پھر کہے خدایا ان کا ثواب فلاں کو پہنچے۔ مولوی صاحب اس طرح دھوکا بازیوں جھوٹ۔ فریب خیانتوں سے دیو بندیت ثابت نہیں ہو سکتی۔ اس لئے تمہارے یہ فتاوی فنا ہو چکے مسلمانوں میں عام رواج ہے ایصال ثواب کا اور انشاء اللہ رہے گا۔ ہاں تمہارے مرے بعد تمہیں کوئی کچھ پڑھ کر نہ بخشے گا دیکھ لو آج تمہارے بزرگوں کو نہ کوئی ایصال ثواب کرتا ہے نہ کوئی یاد کرتا ہے تم خود مسلمانوں کے ایصال ثواب سے محروم رہو گے۔

ایک اور دھوکہ

راہ سنت میں صفحہ ۱۳۲ پر بیان کیا کہ فتاوی قاضی خان میں ہے کہ ذکر بالجہر حرام ہے اس لئے کہ حضرت عبد اللہ ابن مسعودؓ نے ایک جماعت کو دیکھا کہ وہ مسجد میں جمع ہو کر بہ آواز بلند تسبیح تہلیل اور درود شریف پڑھ رہی ہے تو آپ نے فرمایا کہ یہ چیز زمانہ نبوی میں نہ تھی میں تم کو بدعتی سمجھتا ہوں آپ یہ فرماتے رہے یہاں تک کہ انہیں مسجد سے نکلوا دیا۔ اس حدیث سے مولوی سرفراز صاحب نے نتیجہ یہ نکالا کہ ذکر بالجہر وغیرہ اس لئے حرام ہے کہ یہ بدعت ہے لہذا میلاد گیارہویں وغیرہ بھی بدعت ہونے کی وجہ سے حرام ہے۔ یہ ہے مولوی سرفراز صاحب کا تفقہ مگر مولوی صاحب نے یہ خیال نہ فرمایا کہ اس دلیل سے تو ان کا مذہب ہی ختم ہو گیا اولا تو اس لئے کہ دیو بندیوں نجدیوں کے ہاں بدعت وہ کام ہے جو قرون ثلثہ زمانہ نبوی۔ زمانہ صحابہ

تابعین تبع تابعین کے بعد ایجاد ہو ان زمانوں میں سے کسی زمانہ کی ایجادات بدعت نہیں سنت ہے خیر القرون والی حدیث ان کی دلیل ہے جبکہ یہ ذکر بالجہر زمانہ صحابہ میں ہو رہا ہے اور ذکر کرنے والے حضرات صحابہ و تابعین ہیں تو یہ کام بدعت کیونکر ہوا یہ تو سنت صحابہ یا سنت تابعین ہونا چاہئے دوسرے اس لئے کہ جب ذکر بالجہر اور درود شریف مسجدوں میں حرام ہوا تو مسجدوں میں دیو بندیوں کے دینی یا سیاسی جلسے ان جلسوں میں فلاں صاحب زندہ باد کے نعرے لاؤڈ سپیکر پر امامت نماز اور عین فجر کے وقت مسجدوں میں لاؤڈ سپیکر پر درس قرآن جس کی آواز دو دو میل پہنچے اور تمام شہر کی نمازیں برباد ہوں کہ ہر جگہ نمازیں ہو رہی ہیں مگر دیو بندیوں کی مسجد سے لاؤڈ سپیکر پر درس کے بہانہ شرک اور کفر تقسیم ہو رہا ہے۔ یہ کیونکر جائز ہوا کیا یہ کام کرتے وقت دیو بندی نجدی حضرت ابن مسعود کا یہ قول بھول جاتے ہیں۔ تیسرے اس لئے کہ جاء الحق حصہ اول میں مسلم و بخاری شریف کی احادیث سے ثابت کیا گیا ہے کہ نماز کے بعد ذکر بالجہر زمانہ نبوی و زمانہ صحابہ میں عام مروج تھا۔ نمازوں کے بعد خود حضور انور ﷺ اور تمام صحابہ اتنی اونچی آواز سے ذکر اللہ کرتے تھے کہ تمام محلہ گونج جاتا تھا۔ گھروں کی عورتیں بچے سمجھ جاتے تھے کہ جماعت نماز ختم ہو گئی تو کیا حضرت ابن مسعودؓ کو یہ واقعات بالکل معلوم نہ ہوئے جو آپ نے اس ذکر کو بدعت فرما کر ذاکرین کو مسجد سے نکلوا دیا مولوی صاحب کار خیر کو روکنے کے شوق میں اندھا دھند احادیث پیش نہ کیا کرو۔ آپ نے اپنے باطل زعم میں انکار کی حدیث کو تو بسر و چشم قبول کر لیا ثبوت کی حدیث سے آنکھیں کیوں بند کر لیں اب اپنی پیش کردہ حدیث حضرت ابن مسعود کا جواب سنو یہ جواب میں نہیں دیتا بلکہ علامہ شامی دیتے ہیں علامہ شامی فرماتے ہیں۔

واما رفع الصوت بالذكر فجائز كما فى الاذان والخطبة والجمعة والحج وقد حرر المسئلة فى الخيرية وحمل مافى فتاوى قاضى خان على الجهر المضر	اونچی آواز سے ذکر بالکل جائز ہے جیسا کہ اذان و خطبہ و جمعہ و حج میں ہوتا ہے۔ اور یہ مسئلہ فتاوی خیریہ میں صاف کر دیا گیا ہے اور فتاوی قاضی خان میں جو ممانعت ہے وہ نقصان دہ جہر پر محمول ہے۔

لیجئے مسئلہ واضح ہو گیا کہ وہ ذکر بالجہر ممنوع ہے جس سے باجماعت نمازیوں کو تکلیف ہو کہ جماعت اولی ہو رہی ہے اور یہ شخص ذکر بالجہر کر رہا ہے۔ جس سے

لوگوں کی نمازوں میں خلل پڑتا ہے جیسے آج کل نجدی دیوبندیوں کے فجر کے وقت کے لاؤڈ سپیکر پر درس جو تمام شہر کے نمازیوں کی نماز خراب کرتے ہیں یہ ہی حضرت ابن مسعود کی مراد ہے اور آپ نے اسی جہر سے منع فرمایا۔ یہ ہی برا ہے اس قسم کے جہر کو ہم بھی ممنوع کہتے ہیں جیسے کہ جاء الحق میں اس کی تصریح ہے فرماؤ مولوی صاحب آنکھیں کھلیں کیوں مسلمانوں کو دھوکا دیتے ہو۔ خیال رہے کہ حضور ﷺ کے زمانہ کی ایجادات کو بدعت نہیں کہا جاتا۔ کیونکہ وہ زمانہ بدعت کا نہیں اچھی ایجادات کو سنت کہا جاویگا بری ایجادات بری ہیں۔ مگر بدعت نہیں دیکھو۔ مسجد ضرار کعبہ یمانیہ مسیلمہ کذاب کا دعوی نبوت یہ چیزیں حضور کے زمانہ میں ایجاد ہوئیں۔ اگرچہ بری تھیں۔ حضور نے انہیں مٹا دیا مگر انہیں بدعت سئیہ نہ فرمایا۔ اسی طرح اگر زمانہ صحابہ کی ایجادات سنت ہوتیں بدعت نہ ہوتیں۔ تو حضرت ابن مسعود اسے بدعت کبھی نہ فرماتے۔ اس بدعت فرمانے سے دیو بندی مذہب کا بیڑا غرق ہوگیا۔ جیسے زمانہ صحابہ کی بری ایجاد بدعت سیئہ ہے ایسے ہی اس زمانہ کی اچھی ایجادات بدعت حسنہ ہیں یہ تقسیم کی بہترین دلیل ہے مولوی سرفراز صاحب مع اپنے نجدی کنبہ کے اس کا جواب دیں انشاء اللہ تا قیامت نہ دے سکیں گے۔

ایک اور فریب

راہ سنت میں مولوی سرفراز صاحب نے ایک روایت نقل کی کہ حضرت علیؓ نے کسی کو عید کے دن نماز عید سے پہلے نفل پڑھتے دیکھا تو اسے منع فرمایا۔ اس شخص نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نماز پر عذاب نہیں دیتا۔ تو آپ نے فرمایا کہ جو کام حضور ﷺ نے نہ کیا ہو اللہ اس پر ثواب نہیں دیتا تیری نماز عبث ہے اور عبث کام حرام تو نے نبی ﷺ کی مخالفت کی۔ اس روایت سے مولوی صاحب نے یہ ثابت کیا جو کام حضور انور ﷺ نے نہ کیا ہو وہ حرام ہے کہ بدعت ہے لہٰذا میلاد و فاتحہ وغیرہ بدعت ہے مولوی صاحب نے یہ خیال نہ فرمایا کہ اس حدیث نے ان کا مذہب ختم کر دیا کیونکہ ان کے ہاں بدعت وہ ہے جو خیر القرون یعنی زمانہ صحابہ تابعین و تبع تابعین کے بعد ایجاد ہو اور اس حدیث سے معلوم ہو رہا ہے کہ جو کام حضور ﷺ کے بعد کیا جاوے وہ بھی بدعت ہے اس سے تو ان کے مذہب کی عمارت ہی منہدم ہو گئی کہ ایجادات صحابہ سب بدعت ہو گئیں جس کام کو انہوں نے بغیر انکار کیا وہ بدعت حسنہ ہے اور جس پر

انہوں نے انکار کر دیا وہ بدعت سیئہ ہے فقہا نماز عید سے پہلے نوافل کو مکروہ کہتے ہیں وجہ ظاہر ہے کہ حضرات صحابہ نے اس کو منع فرمایا ممانعت دلیل کراہت ہے لہٰذا یہ حدیث ہماری دلیل ہے نہ کہ ان دیو بندیوں کی

میلاد شریف

جاء الحق حصہ اول میں میلاد شریف کے استحباب پر بہت قوی دلائل قائم کئے گئے اور ثابت کیا گیا کہ اصل میلاد شریف سنت الیہ سنت ملائکہ سنت انبیاء سنت رسول اللہ ﷺ سنت صحابہ اور سنت عام مومنین ہے مگر مولوی سرفراز صاحب اس سے بہت چڑتے ہیں خود لاکھوں بدعتیں کرتے ہیں مگر اسے بدعت کہہ کر حرام قرار دیتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ میلاد شریف کا موجد ایک بادشاہ مظفر الدین کو کری اربل والا تھا جو بڑا مسرف اور بے دین تھا۔ ہاں مولوی صاحب اس کی بڑی بے دینی یہ تھی کہ حضور انور ﷺ کے احترام پر مال خرچ کرکے لوگوں کو حضور کے صفات عالیہ سنواتا تھا۔ بھلا حضور ﷺ کا نعت گو اور نعت خواں آپکے ہاں کیونکر گردن زدنی مجرم نہ ہو ہاں آپ کے ہاں محمد ابن عبد الوہاب نجدی بڑا بزرگ و پیشوا ہے جس نے ہزار ہا اہل حرمین کو بلا قصور تہ تیغ کر ڈالا۔ آپ لوگ اس کی بہت تعریفیں کرتے ہیں کیوں نہ کریں وہ دشمن رسول جو تھا جس کو حضور سے عداوت ہو وہ آپ کی آنکھ کا تارا ہے۔

نوریاں مر نوریاں را طالب اند　　ناریاں مر ناریاں را جاذب اند

جناب اگر شاہ اربل مسرف بھی ہو تب بھی اس کا یہ عمل بہت اچھا تھا فرعون کافر تھا مگر اس کی ایجاد کردہ پختہ اینٹ اچھی ہے جس سے آج مساجد مدارس تعمیر ہو رہے ہیں حجاج ابن یوسف اگرچہ ظالم و جابر فاسق و فاجر تھا۔ مگر اس کا بنایا ہوا کعبہ معظمہ اچھا تھا اور اس کے لگائے ہوئے اعراب قرآن اچھے ہیں موجد کے برے ہونے سے ایجادات کا برا ہونا لازم نہیں خصوصاً جبکہ میلاد شریف کو عامۃ المسلمین علما فقہاء صوفیاء بہت بابرکت سمجھتے ہیں اور ایک مدت تک آپ کے مولوی اشرف علی صاحب بھی کانپور میں اسے کرتے رہے اور آپ تمام دیوبندیوں کے پیشوا حاجی امداد اللہ صاحب بھی اسے کرتے رہے۔ اسے متبرک جانتے رہے اس سے لطف و برکت حاصل کرتے رہے۔ اور شاہ ولی اللہ و شاہ عبد العزیز صاحبان بھی اسے اچھا سمجھ کر اس پر عامل

رہے۔ دیکھئے ہمارے مولوی سرفراز صاحب ان بزرگوں پر کیا فتویٰ جڑتے ہیں یا کہ یہ شرک و کفر و بدعت کی شرنی ہمارے لئے ہی ہے یا اپنے لوگوں پر بھی یہ مہربانی فرماتے ہیں

زیارت قبور

مولوی سرفراز صاحب راہ سنت کے صفحہ ۲۴۲ پر بحوالہ شاہ ولی اللہ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ جو شخص خواجہ اجمیری چشتی کہ قبر پر یا سالار مسعود غازی کی قبر یا ان کی مانند کسی اور قبر پر اس لئے گیا کہ وہاں دعا کرے گا اور اس کی دعا وہاں قبول ہوگی تو اس نے ایسا گناہ کیا جو گناہ قتل اور زنا سے بھی بدترین گناہ ہے۔ مسلمانوں غور کرو کہ دیو بندی فرقے کے نزدیک کسی بزرگ کے مزار پر حاضر ہو کر ان کے توسل سے خدا تعالیٰ سے دعا کرنا بھی قتل و زنا سے زیادہ گناہ ہے اب ہم بتاتے ہیں کہ مولوی سرفراز صاحب کے فتوے کی زد میں کون کون آتے ہیں اس فتوے نے تو قرآن مجید و احادیث صحیح پر ایسی کاری چوٹ ماری کہ غضب ہی ہوگیا۔ قرآن کریم فرماتا ہے۔

ولوانهم اذ ظلموا انفسهم جاء وک فاستغفروالله واستغفر لهم الرسول لوجدو الله توابا رحیما

اگر یہ لوگ جب بھی اپنی جانوں پر ظلم کریں تو تمہارے حضور آجاویں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول بھی ان کی سفارش فرماویں تو اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مغفرت کا ذریعہ یہ ہے کہ مجرم اس کے محبوب کے آستانہ پر حاضر ہو کر دعا کرے اور حضور ﷺ اس کی سفارش فرماویں یہ حکم تا قیامت جاری ہے اس لئے فقہا فرماتے ہیں کہ اب بھی زائر روضہ اقدس پر جب حاضر ہو تو یہ آیت کریمہ تلاوت کرے پھر صلواۃ وسلام اور عرض و معروض طلب شفاعت وغیرہ کرے اس پر سارے مسلمانوں کا آج بھی عمل ہے مولوی سرفراز کے ہاں تمام حجاج روضہ اقدس پر حاضر ہوتے ہی ظالم قاتل زانی سے بدتر ہوجاتے ہیں رب تعالیٰ فرماتا ہے۔

ادخلوا الباب سجدا وقولوا حطة نغفرلكم خطايا كم وسنزيد المحسنين

اے اسرائیلیو! دروازہ شہر میں سجدہ کرتے جاؤ اور کہو معافی دے ہم تمہاری تمام خطائیں بخش دیں گے اور نیکو کاروں کو زیادہ دیں گے۔

بنی اسرائیل کو میدان تیہ سے نکلتے وقت ہدایت دی گئی تھی کہ شہر بیت المقدس میں سجدہ کناں جاؤ اور وہاں توبہ کرو تب معاف کریں گے کیوں اس لئے کہ اس شہر میں قبور انبیاء ہیں مولوی سرفراز صاحب کے فتوے سے رب تعالیٰ نے ان اسرائیلیوں کو ایسی خطا کا حکم دیا جو زنا و قتل سے بدتر ہے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے لوگوں نے بارش نہ ہونے کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا میرے حجرے کی یعنی روضہ رسول ﷺ کی چھت کھولدو چھت کھولتے ہی بارش آئی (مشکواۃ شریف باب الکرامات) مولوی سرفراز صاحب کے فتوے سے ام المومنین نے ان حضرات کو ایسے گناہ کا حکم دیا جو قتل وزنا سے بدتر ہے۔ ہم پہلے عرض کرچکے کہ خود دیوبندی فرقہ اپنے مولوی محمد یعقوب نانوتوی کی قبر کی مٹی کو خاک شفا سمجھتا ہے کہ جو ان کی قبر کی مٹی بازو میں باندھتا تھا اسے ملیریا سے شفا ہوجاتی تھی دیکھو دیو بندیوں کی کتاب ارواح ثلثہ فرمایئے مولوی صاحب کیا نانوتہ کے دیو بندی ایسا جرم کرتے تھے۔ جو قتل وزنا سے بدتر ہے مولوی صاحب لاکھ کوشش کرو ہزار فتوے لگاؤ اللہ والوں کی قبور کے میلے مدینہ پاک پر زائرین کی بھیڑ تمہاری کوششوں سے کم نہ ہوگی۔ جب انہیں خدا بڑھائے وہ تمہارے گھٹائے گھٹ سکتے نہیں۔

چراغے راکہ ایزد برفروزد
کسے کہ تف زند ریشش بسوزد

تم نے تو رب تعالےٰ سے مقابلہ کی ٹھانی ہے۔

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے
یہ گھٹائیں اسے منظور بڑھانا تیرا

ہاں انشاء اللہ تمہیں مرے بعد کوئی یاد نہ کرے گا نہ تمہاری قبروں پر کوئی فاتحہ پڑھے آج تمہارے مولوی اشرف علی خلیل احمد وغیرہ کو کوئی ایک بار سورہ فاتحہ پڑھ کر بھی نہیں بخشتا عربی مقولہ ہے من حفر لاخیہ وقع فیہ جو دوسروں لئے گڑھا کھودتا ہے خود ہی اس میں گرتا ہے۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب مجھے

کوئی حاجت درپیش ہوتی ہے تو میں امام اعظم ابو حنیفہؒ کی قبر انور پر حاضر ہو کر دو رکعت نفل پڑھتا ہوں اور انکی قبر شریف کے پاس اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں تو میری حاجت بہت جلد پوری ہو جاتی ہے (شامی جلد اول) صفحہ ۵۱) غور کرو کہ امام شافعیؒ قضاء حاجت کی دعا کے لئے فلسطین سے سفر کرکے بغداد شریف حاضر ہوتے ہیں امام اعظم رضی اللہ عنہ کے مزار پر انوار پر حاضری دے کر وہاں ہی رب سے دعا کرتے ہیں اور رب تعالے ان کی دعا قبول فرماتا ہے مگر اس زمانہ کے مولوی سرفراز صاحب کے ہاں کسی بزرگ کے مزار پر حاضری دے کر رب تعالے سے دعا کرنا قابل گردن زدنی جرم ہے کیونکہ زنا وقتل سے بدتر ہے کیا مولوی سرفراز صاحب حضرت امام شافعی کو زانی قاتل سے بدتر مجرم قرار دیتے ہیں ذرا ہوش سے جواب دیں۔ مگر مولوی صاحب سے کوئی بعید نہیں کہ وہ حضرت امام شافعی پر بھی فتویٰ جڑ دیں کہ دیوبندیوں کے نزدیک ان کی مٹھی بھر جماعت کے سوا سارے مسلمان مشرک و کافر ہیں ان کے ہاں کفر شرک مولی گاجر سے بھی سستا ہے۔

مسلمانوں کی قبریں ڈھانا

ہمارے خاں صاحب گکھڑوی کو بزرگان دین کے مزارات پختہ اور ان پر قبے بہت ہی برے لگتے ہیں آپ نے اپنی کتاب راہ سنت میں ان کے ڈھادیئے جانے پر بہت ہی زور دیا ہے حتی کہ اس پر صفحہ ۱۷۰ سے صفحہ ۱۸۲ تک صفحات کالے کر ڈالے ہیں اور صفحہ ۱۷۶ پر تو حکم دیا ہے کہ قبروں کے پاس جو مسجدیں تعمیر کردی جاویں۔ ان کا گرا دینا بھی واجب ہے۔ کیونکہ مسجد ضرار بھی آخر مسجد ہی کے نام سے تعمیر کی گئی تھی مگر قرآن پڑھنے والے اس کے حشرے سے آگاہ ہیں یہ ہے فتوی ہمارے نجدی مولوی سرفراز صاحب کا اس فتوی کا نتیجہ یہ ہے کہ۔

نمبرا روضہ رسول ﷺ کا ڈھا دینا واجب ہے کہ یہ بھی قبر پر قبہ ہے۔

نمبر۲ مسجد نبوی شریف زادہا اللہ شرفا وعظمۃ کا ان کے نزدیک ڈھادینا واجب ہے کہ یہ مسجد بھی قبروں کے پاس ہے یعنی حضور ﷺ حضرت صدیق اکبر واطہر وحضرت فاروق اعظم کے مزار پر انوار کے پاس ہے۔

نمبر۳ بغداد مقدس اجمیر شریف۔ لاہور۔ پاک پتن۔ کلیر شریف۔ وغیرہ ہم تمام مقامات کے مزارات اور ان مزارات کے پاس کی مساجد ڈھا دینا واجب ہے کہ ان مزارات پر عمارات ہیں اور یہ مسجدیں قبروں کے پاس کی مسجدیں ہیں

نمبر۴ بانی پاکستان قائداعظم کا مزار اور اس کے متصل مسجد ان کے نزدیک واجب الہدم ہے۔

نمبر۵ احتشام الحق صاحب دیو بندی مولوی صاحب کے نزدیک یا کافر و مرتد ہیں یا کم از کم فاسق ملعن کہ انہوں نے قائداعظم کے مزار کا سنگ بنیاد رکھنے کے اجتماع میں شرکت کی اور اس تعمیر کو اچھا کام بتایا اور گزشتہ حکومتوں پر اس لئے عتاب کیا کہ انہوں نے اس کار خیر میں تاخیر کی۔

مولوی سرفراز صاحب کا کھلا دھوکا۔

مولوی صاحب نے اپنی کتاب راہ سنت کے صفحہ ۱۸۰ پر مسلم شریف کی ایک حدیث بروایت ثمامہ ابن شفی رحمتہ اللہ علیہ نقل کی جس کے الفاظ یہ ہیں۔

قال كنامع فضالة ابن عبيد بارض الروم بردوس فتوفی صاحب لنافامر فضالة بقبره فسوی ثم قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم امر بتسويتها

ہم حضرت فضالہ ابن عبید کے ساتھ روم کی سرزمین بردوس کے مقام پر تھے کہ ہمارا ایک ساتھی فوت ہوگیا۔ حضرت فضالہ نے ان کی قبر کو برابر رکھنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ میں نے رسول ﷺ کو سنا کہ آپ نے قبروں کو برابر کرنے کا حکم دیا۔

مولوی صاحب نے اس حدیث سے دھوکہ دیا ہے کہ وہاں ایک قبر اونچی بنا دی گئی تھی تو حضرت فضالہؓ نے اسے ڈھا کر دوسری قبروں کے برابر کردی حالانکہ نہ یہ اس حدیث کا ترجمہ ہے نہ اس سے ماخوذ ہے۔ کیسے ہوسکتا ہے کہ حضرات صحابہ کرام خود ہی اولاً" قبر ناجائز بلکہ خلاف سنت بنائیں اور پھر خود ہی ڈھائیں بلکہ یہاں تو فرمایا گیا کہ اول ہی سے وہ قبر مطابق سنت کے رکھی گئی اس کی تصریح بیہقی کی روایت ہے۔ جہاں الفاظ یہ ہیں۔

فتوفى ابن عم لى يقال له نافع ابن عبيد فقام فضالة فى حفرة فلما دفناه قال خففوعنه التراب فان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يا مرنا بتسوية القبور

میرا چچیرا بھائی فوت ہو گیا جسے نافع ابن عبید کہا جاتا تھا تب حضرت فضالہؓ ایک گڑھے میں کھڑے ہو گئے جب ہم ان کو دفن کرنے لگے تو آپ نے فرمایا کہ ان کی مٹی کم رکھو۔ نبی ﷺ نے قبور کے برابر رکھنے کا حکم دیا۔

صاف معلوم ہوا کہ یہ قبر اول ہی سے بقدر مسنون رکھی گئی تھی۔ یہ نہ ہوا تھا کہ اولاً تو اونچی بنا دگی بعد میں ڈھائی گئی مولوی صاحب کا اس حدیث سے قبور ڈھانے کا جواز بلکہ حکم ثابت کرنا حدیث پر ظلم ہی ہے۔ ہم بھی کہتے ہیں کہ مسلمان کی قبر ایک بالشت رکھی جاوے یہ ہی سنت ہے لیکن ساتھ ہی ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر کسی مسلمان کی قبر خلاف سنت اونچی بن گئی ہو تو بعد میں اسے ڈھایا نہ جاوے کہ اب اس ڈھانے میں مومن کی توہین ہے۔ جیسے قرآن شریف اول سے ہی بڑی تقطیع کا چھاپا جاوے۔ لیکن اگر چھوٹی تقطیع پر چھپ گیا ہو تو طبع شدہ حمائل جلائی نہ جاویں کہ اس میں قرآن مجید کی توہین ہے مسلمانو یہ ہے دیوبندیوں کی دھوکا بازی کہ اپنے مذہب باطل کی تائید کرنے کے لئے کیسے کیسے دھوکے جعل سازیاں کرتے ہیں رب کی پناہ افسوس ہے کہ مولوی صاحب نے اس حدیث کے ذریعہ کھینچ تان کر مسلمانوں کی قبریں ڈھانے کا جواز ثابت کیا مگر مولوی صاحب کو بخاری شریف کی حضرت خارجہ کی روایت نظر نہ آئی کہ وہ فرماتے ہیں کہ ہم میں بڑا پہلوان وہ تھا جو حضرت عثمان ابن مظعون کی قبر کو پھلانگ جاتا اور یہ اونچی قبر خود حضور ﷺ ہی نے بنوائی تھی۔ مولوی صاحب ہوش کی پیو ان احادیث سے تو معلوم ہوا کہ عوام کی قبور ایک بالشت سے زیادہ نہ ہوں خواص کے مزارات کچھ اونچے بھی ہو سکتے ہیں۔

لطیفہ

مولوی سرفراز صاحب نے اس بحث میں یہ تو حکم دے دیا کہ مسلمانوں کی پختہ و اونچی قبریں ڈھادی جاویں بلکہ یہاں تک فرما دیا کہ بزرگوں کے مزارات کے پاس جو مسجدیں بنادی گئی ہیں وہ مسجدیں بھی ڈھا کر پیوند زمین کر دی جاویں۔ مگر آخر میں ہوش آیا کہ خود مجھ میں تو اس کار خیر کی ہمت نہیں اگر کسی سر پھرے دیو بندی نے میرے

اس فتوے پر عمل کر لیا اور وہ مسلم قوم کی پکڑ اور قانونی گرفت میں آگیا اور اس نے کچہری میں اپنے اس فعل کی ذمہ داری مجھ پر ڈالی اور میری یہ کتاب پیش کر دی تو میں بھی دھر لیا جاؤنگا۔ اس لئے قانون وقومی گرفت سے بچتے ہوئے آخر میں آپ نے یہ عبارت تحریر فرمادی۔

نوٹ ضروری قبروں پر قبوں اور گنبدوں کا گرانا صحیح احادیث اور اقوال فقہا سے ثابت ہے مگر یہ بات اچھی طرح ملحوظ خاطر رہے کہ یہ کام سلطان اسلام اور اسلامی حکومت کا ہے انفرادی طور پر افراد کا یہ کام نہیں ہے اس لئے عوام کو قانون اپنے ہاتھ میں لینے کی ہرگز گنجائش نہیں یہ ہے ان کی ہمت کہ قلم وزبان میں بہت زور ہے مگر بزدلی کا یہ عالم ہے کہ اپنے فتوے پر عمل کرتے ہوئے دل گھٹتا ہے۔ دا ... آپ کا یہ فرمان کس آیت وحدیث سے مستنبط ہے کہ قبریں حکومت اسلامیہ ڈھائے دوسرا نہ ڈھائے۔ جب یہ کام برا ہے تو ہر مسلمان اسے مٹائے حکومت کی قید کہاں سے لگی اور اگر حکومت کی قید تھی تو ابھی کچھ عرصہ پہلے گوجرانوالہ کے وہابیوں نے مسلمانوں کی قبریں کیوں ڈھاویں تھیں۔ اور آپ کے احتشام الحق جو حکومت میں گھسے ہوئے ہیں قائداعظم کی قبر پر قبہ بنانے کی کیوں تائید کرتے ہیں لما تقولون مالا تفعلون معلوم ہوا کہ آپ کا سارا مذہب صرف باتوں کا ہے عملی نہیں۔

قبروں پر چراغ

مولوی سرفراز صاحب قبروں پر چراغ جلانے کے بڑے ہی مخالف ہیں اور اس بارے میں انہوں نے جس قدر دلائل دیئے وہ سب وہ ہی ہیں جن کے جوابات جاء الحق حصہ اول میں دیئے جاچکے ہیں پرانی لکیر کو پیٹنا عقل مندی نہیں مگر مولوی صاحب نے یہ نہ فرمایا کہ آج کل نجدی حکومت روضہ رسول ﷺ پر جو نہایت شاندار روشنی کراتی ہے مواجہہ شریف میں بہت تیز بلب اور خاص گنبد خضراء شریف اور اس کے متصل منارہ پر گول دائرہ کی شکل میں جو برقی روشنی ہوتی ہے۔ وہ کیسی ہے اور یہ کرانے والے نجدی مشرک و مرتد ہیں یا نہیں ہم کو یقین ہے کہ مولوی صاحب اس فتویٰ کی ہمت کبھی نہ کریں گے ان کی ہمت و جرائت سے ہم واقف ہیں۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں

جب ان کے پیشواء مولوی احتشام الحق صاحب قوم وحکومت کا رخ دیکھتے ہوئے خود قائداعظم کے مزار پر قبہ بنواتے ہیں تو مولوی صاحب بیچارے نجدی حکومت کے خلاف کیسے لب کشائی کرسکتے ہیں ہم کو یقین ہے کہ جب قائداعظم کا گنبد مزار تیار ہوگا اور وہاں روشنی کا انتظام ہوگا تو اس روشنی کا افتتاح کرتے ہوئے پہلا سوئچ دبانے والے کوئی دیوبندی ہی ہوں گے ان شاء اللہ مولوی سرفراز صاحب اپنی کتاب راہ سنت کے صفحہ ۱۸۲ پر چراغ قبر کے متعلق جوش میں فرماگئے جس کام پر سردار دو جہاں ﷺ نے لعنت کی ہو وہ کسی وقت اور کسی حیثیت سے جائز اور مستحب نہیں ہوسکتا۔ اور نہ اس کے اندر کوئی فائدہ اور خوبی ہوسکتی ہے۔ اور نہ ضرورت اور غیر ضرورت کے مصنوعی پیوند اس میں لگ سکتے ہیں۔

(انتہی بلفظہ) اس عبارت میں مولوی صاحب نے اندھا دھند ہر قسم کے چراغ قبر کو حرام وباعث لعنت قرار دیا۔ ضروری یا غیر ضروری کسی چراغ کا استثنا نہیں فرمایا۔ مگر اسی کتاب میں صرف ۴ صفحہ آگے روشنی قبر کا مضمون ختم کرتے ہوئے صفحہ ۱۸۶ پر نوٹ دیا کہ اگر کسی مجبوری کی وجہ سے کسی میت کو رات کے وقت دفن کرنے کی نوبت آئے اور روشنی کی ضرورت پیش آئے تو کتب حدیث میں آنحضرت ﷺ سے اس کا ثبوت موجود ہے یہ چیز محل نزاع سے بالکل خارج ہے۔ (انتہی بلفظہ)

یہاں مولوی صاحب مان گئے کہ ضرورت میں قبر کا چراغ جائز ہے جیسے رات میں دفن ہم حیران ہیں کہ ابھی چند صفحات پہلے تو ضرورت اور غیر ضرورت ہر موقعہ کا چراغ قبر لعنت کا باعث فرمایا۔ اور اب ضرورت کا چراغ جائز ہوگیا ان میں سے کونسی بات درست ہے ہم کیا فیصلہ کریں .... حافظہ نہ باشد والا معاملہ ہے۔

قبروں پر چادریں اور پھول ڈالنا

اس بحث میں مولوی صاحب نے وہ ہی دلائل نقل کئے جس کے جوابات جاء الحق حصہ اول میں بہت شرح وبسط سے دیدیئے گئے ہیں کوئی نئی بات نہ فرمائی صرف ایک بات نئی فرمائی وہ یہ ہے کہ آپ راہ سنت کے صفحہ ۱۹۱ پر فرماتے ہیں کہ مفتی صاحب کی اس تحقیق کی داد دیجئے کہ اولیاء اللہ کے مزارات بھی شعائر اللہ میں داخل ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے معظم شعائر اللہ تو چار بتائے تھے۔ قرآن۔ کعبہ۔

نبی۔ اور نماز (حجۃ اللہ البالغہ) مگر افسوس ہے کہ مولوی صاحب نے قرآن عظیم کی دیدہ ودانستہ مخالفت کی قرآن کریم فرماتا ہے۔

ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ — بے شک صفا مروہ پہاڑ اللہ کے شعائر سے ہیں۔

یہاں تو قرآن کریم نے حضرت حاجرہ کے قدم بوس پہاڑوں کو شعائر اللہ فرمایا دوسری جگہ فرماتا ہے۔

والبدن جعلنا ھالکم من شعائر اللہ — ہدی کے اونٹ گائے ہم نے تمہارے لئے شعائر اللہ بنائے۔

یہاں قرآن مجید نے کعبہ معظمہ سے نسبت رکھنے والے اور مکہ معظمہ میں ذبح ہونے والے جانوروں کو شعائر اللہ فرمایا مگر آپ اور آپ کے شاہ ولی اللہ صاحب ان چیزوں کو چھوڑ کر اور چیزوں کو شعائر اللہ مان رہے ہیں اور جب صفا مروہ پہاڑ کے پتھر اور کعبہ معظمہ کی طرف جانے والے جانور شعائر اللہ ہوگئے تو اگر قبور اولیاء اللہ جہاں وہ حضرات دائمی آرام فرمارہے ہیں وہ شعائر اللہ ہوں تو آپ اتنے ناراض کیوں ہوتے ہیں۔

مزاروں پر مجاوروں کا رہنا

مولوی سرفراز صاحب نے مجاور بننے کی ممانعت پر کوئی ضعیف سی دلیل بھی نہ دی صرف دوبار العیاذ باللہ ثم العیاذ باللہ کہہ کر بحث ختم کردی مولوی صاحب صرف العیاذ باللہ کہہ دینے سے حرمت یا ممانعت ثابت نہیں ہوتی اگر ہمت تھی تو اس کی ممانعت کے لئے کوئی آیت یا حدیث یا فقہی عبارت صریح پیش فرمائی ہوتی مفتی صاحب نے مجاور رہنے کے ثبوت میں مشکوٰۃ شریف کا وہ حوالہ پیش فرمایا تھا۔ کہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رض روضہ رسول ﷺ کی منتظمہ صاحب مفتاح تھیں جو کوئی قبر انور کی زیارت کرنا چاہتا وہ آپ سے دروازہ کھلوا کر زیارت کرتا تھا اور مجاور کسے کہتے ہیں یہ حدیث مشکوٰۃ شریف باب الدفن میں موجود ہے مولوی صاحب نے اس روایت پر صرف یہ اعتراض کیا کہ قبر انور کھلوانے والے حضرت قاسم ابن محمد ہیں جو نو عمر تابعی تھے اور حضرت عائشہ صدیقہ کے بھیجے انہیں حضور ﷺ اور اپنے دادا حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رض کے مزارات دیکھنے کا شوق ہوا۔ پھوپھی صاحبہ سے عرض کیا

پھوپھی صاحبہ نے انہیں وہ تینوں مہریں دکھادیں اس میں نہ تو چابی کا ذکر ہے اور نہ اس کا ذکر ہے کہ مستقل طور پر کھولنے بند کرنے کا انتظام حضرت عائشہ کے سپرد تھا۔

ہم سمجھ نہ سکے کہ مولوی صاحب کہہ کیا رہے ہیں اگر حضور انور کے روضہ مطہرہ کا کوئی منتظم نہ تھا تو ہر شخص دروازہ شریف کھول کر خود زیارت کر لیا کرتا۔ حضرت ام المومنین سے دروازہ کھلوانے کے کیا معنی۔ حضرت ام المومنین روضہ مطہرہ پر ہی رہتی تھیں۔ کیا روضہ پاک کا کھولنا بند کرنا ان کے زیر انتظام نہ تھا؟ ضرور تھا۔ اب بتاؤ مجاور اور کسے کہتے ہیں۔ آج بھی روضہ اطہر پر بیس سے زیادہ مجاور رہتے ہیں۔ جن میں ایک صاحب شیخ الاغواث ہوتے ہیں۔ بلکہ ہر اس جگہ جہاں لوگوں کا اژدہام جانے آنے والوں کا سلسلہ ہو۔ وہاں کوئی منتظم ضرور چاہیے۔ حضور غوث پاک بلکہ حضرت اما اعظم رحمتہ اللہ علیہما کے مزارات پر منتظم مجاورین رہتے ہیں۔ آباد مسجدوں کے لیے متولی مدرسوں کے لیے ناظم مقرر ہوتے ہیں۔ بیت المقدس مسجد کے انتظام وخدمت کے لیے بچے وقف کر دیئے جاتے تھے۔ جس کا ذکر قرآن مجید سورہ ال عمران میں ہے۔ رب انی نذرت لکَ مافی بطنی محررا۔ ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ مدرسہ کا مہتمم۔ مسجد کا متولی۔ آج پاکستان میں اوقاف کا ناظم بننا جائز مگر مزارات اولیاء اللہ جہاں ہزاروں نہیں لاکھوں زائرین آتے جاتے رہتے ہیں۔ ان کا مجاور یا منتظم بننا حرام ہو۔ شرک ہو۔ وجہ فرق کیا ہے قبلہ مزارات اولیاء اللہ دیو بندی وہابیوں کی قبروں کی طرح لاوراثی نہیں ہوتے کہ مر گئے مردود نہ فاتحہ نہ درود۔ وہاں اژدہام خلق ہوتا ہے۔ صاحب مشکوۃ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی قبر انور کے متعلق فرماتے ہیں۔

وقبرہ قریب من سورھا معروف الی الیوم یستشفون بہ فیشفون (الاکمال)

ان کی قبر قسطنطنیہ کی فصیل سے قریب ہے۔ لوگ ان کی قبر کی برکت سے شفا لیتے ہیں تو شفا دیئے جاتے ہیں

صاحب مشکوۃ سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے متعلق فرماتے ہیں۔ کہ ان کی قبر شریف مریضوں کا شفاخانہ ہے۔ لوگ ان کی مٹی سے شفا لیتے ہیں۔ اور شفا پاتے ہیں فرمایئے اگر ایسی متبرک معظم قبور پر مجاور و منتظم رہیں جو اس ہجوم کا انتظام کریں تو کونسی قباحت ہے مگر چونکہ دیو بندی مذہب میں صالحین کی قبور پر جانا۔ ان سے برکت لینا ان کی مٹی شفا کے لیے استعمال کرنا شرک ہے۔ اور قسطنطینہ بلکہ تمام جہاں

کے مسلمان ان کے ہاں مشرک ہیں۔ اس لیے وہ مجاوروں کا بیٹھنا بھی شرک کہتے ہیں۔ کتاب جاء الحق حصہ اول میں حضرت والد صاحب نے علماء دیو بند سے سوال کیا کہ اگر ہر بدعت بری اور گمراہی ہے تو آج علماء دیو بند تعلیم قرآن امامت، اذان پر اجرت و تنخواہ کیوں لیتے ہیں۔ یہ تنخواہ واجرت خیر القرون میں نہ تھی اس کے جواب میں خاں صاحب گکھڑوی نے راہ سنت کے صفحہ بحوالہ سیرت العمر بن جوزی ایک روایت نقل کی۔ جو بلفظہ مع ترجمہ درج ذیل ہے۔

ان عمر ابن الخطاب وعثمان ابن عفان کانا یرزقان الموذنین والائمۃ والا لمعلمین

حضرت عمر ابن خطاب اور حضرت عثمان ابن عفان موذنوں اماموں اور معلموں کو وظائف اور تنخواہیں دیا کرتے تھے۔

خاں صاحب نے اس سے ثابت کیا کہ مروجہ موذنوں، اماموں، معلموں کی تنخواہ عہد فاروقی وعثمانی میں رائج تھی لہٰذا بدعت نہیں۔

جواب :- ہم کو حیرت ہے کہ خاں صاحب کو حافظہ اس قدر کمزور کیوں ہے۔ جس چیز سے وہ مفتی صاحب کو منع کرتے ہیں کچھ آگے پیچھے اس پر خود ہی عمل کرتے ہیں۔ اسی کتاب راہ سنت کے صفحہ پر مفتی صاحب کی ایک روایت کے متعلق لکھتے ہیں۔" مگر مفتی صاحب کو معلوم ہونا چاہیے کہ ایسی جعلی اور موضوع روایات سے مسائل حل نہیں ہوتے۔ حدیث جب پیش ہو تو سند کے ساتھ یا معتبر محدثین کرام سے اس کی تصحیح ہونی چاہیے۔ محض روایات یا حدیث کا نام لینا کفایت نہیں کرتا۔ (انتہی بلفظہ) یہاں خود مولوی صاحب اپنا یہ قاعدہ کیوں بھول گئے۔ اس جگہ حدیث مع سند کیوں بیان نہ کی۔ عبدالرحمٰن ابن جوزی کے نام اور سیرت العمر میں تاریخی کتب کے نام پر کیوں کفایت کی۔ اولا۔ تو یہ حدیث درست نہیں۔ اس کی اسناد معلوم نہیں اور اگر بفرض محال درست مان لی جاوے تو کانا یرزقان سے روزی ہدایہ تحفے۔ دینا مراد ہو گا نہ کہ باقاعدہ مقرر تنخواہیں ہدیہ اور ہے تنخواہ کچھ اور تنخواہ میں کام۔ مدت۔ معاوضہ کی مقدار مقرر ہوتی ہے کہ اتنا کام کرنا ہو گا۔ جس کے معاوضہ میں ماہوار یہ تنخواہ ملے گی۔ اس روایت میں ان سے کوئی چیز مذکور نہیں۔ پھر یہ تنخواہ کیسے بنی۔ تنخواہ وہ ہوتی ہے جو آپ تین جگہ سے وصول فرماتے ہیں۔ گکھڑ کی امامت، خطبہ، درس کی علیحدہ۔ گکھڑ کے اسکول میں تبلیغ کے پچاس روپیہ علیحدہ۔ گوجرانوالہ کے مدرسہ میں

علم دین سکھاتے ہیں۔ اس کی تنخواہ علیحدہ جلسوں وعظوں اور تصنیفات کی اجرت میں جو وصول کیا۔ وہ علاوہ ماشاء اللہ پانچوں گھی میں اس کا ثبوت براہ مہربانی عنایت کریں۔ دیکھو حضرات انبیاء کرام تبلیغ پر اجرت نہیں لیتے۔ قل لا اسئلکم علیہ اجرا ؕ مگر وہ حضرات بلکہ خود حضور سید عالم ﷺ ہدیہ قبول فرماتے تھے اور اس سے کہیں زیادہ ہدیہ عطا فرماتے تھے پتہ لگا کر ہدیہ اور اجرت میں بڑا فرق ہے بہرحال تعلیم وغیرہ تنخواہ واجرت معینہ کا ثبوت نہ ملا ہے مل سکے۔ مگر چونکہ یہ خود اپنے پیٹ کا معاملہ ہے اس لیے سب جائز ہے اگر اسے بدعت وحرام کہیں تو کھائیں کہاں سے جائیداد یا مربے تو ہیں نہیں۔ کیا خاں صاحب گکھڑوی کسی معتبر اسناد وصحیح روایت سے دکھا سکتے ہیں۔ کہ عہد فاروقی وعثمانی میں مدرسے کہاں کہاں تھے۔ اور ان مدارس میں معلم کون کون تھے۔ اور ان مدارس میں نصاب تعلیم کیا مقرر تھے اور کن کتب کو پڑھنے پر دستار بندی ہوتی تھی۔ اور سند دی جاتی تھی اور سالانہ تعطیل کتنی ہوتی تھی۔ اور کس مدرس کو ماہوار تنخواہ کیا ملتی تھی اور مروجہ تبلیغی جلسے کہاں کہاں ہوتے تھے۔ اور ان جلسوں میں مقررین کے گلوں میں ہار پھول کتنے پڑتے تھے۔ اور مقررین کو کرایہ اور وعظ کی فیس کس قدر دی جاتی تھی۔ فلاں صاحب زندہ باد کے نعرے کس طرح لگائے جاتے تھے۔ یہ گیارہویں شریف کے عدد کے مطابق گیارہ سوالات ہیں جو خاں صاحب گکھڑوی کی خدمت میں پیش ہیں۔ خاں صاحب ان کے جوابات دیئے بغیر دنیا سے نہ چلے جائیں جیسے ان کے اکابر بغیر جوابات دیئے تشریف لے گئے۔

کتاب جاء الحق میں سوال کیا گیا ہے کہ قرآن کریم کو کتابی صورت میں جمع کرنا۔ اس پر اعراب لگانا۔ اور موجودہ ترتیب سے اس کو چھاپنا بدعت ہے اس کے جواب میں مولانا گکھڑوی نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ جمع قرآن حضور ﷺ نے زمانہ میں ہی ہو چکا تھا۔ اور اعراب خیر القرون میں لگائے گئے تھے لہذا یہ بدعت نہیں۔

جواب :- مولوی صاحب کیا آپ یہاں دھوکا دے رہے ہیں۔ یا دھوکا کھا رہے ہیں۔ آپنے جاء الحق کے سوال میں لفظ چھاپنا نہ دیکھا۔ سوال تو یہ ہے کہ یہ اتنی صفات سے قرآن کریم کو چھاپنا بدعت ہے۔ کیا آپ کسی معتبر اسناد سے ثابت کر سکتے ہیں کہ خیر القرون میں پریس تھے اور ان پریسوں میں قرآن کریم چھپتے تھے۔ اگر تھے تو ان پریسوں

کے نام لکھئے۔ جو عہد صحابہ میں تھے اور کاتب خوش نویس حضرات کے نام بھی تحریر فرمادیں کہ فلاں صحابی نے فلاں کاتب سے اتنی اجرت پر قرآن کریم کی کتابت کروائی اور فلاں پریس میں فلاں اجرت پر اتنی تعداد میں چھپوائے پریس اور پریس چھپوائی بدعت ہے۔ جس میں آپ سب گرفتار ہیں۔ اگر یہ بدعت درست ہے۔ تو میلاد شریف کیوں حرام ہے۔ کیا آپ حضرات احکام شرعیہ کے مالک ہیں کہ جہاں چاہا بدعت کو حرام کہہ دیا جہاں چاہا حلال کہہ کر اس پر عمل کر لیا۔ جاء الحق میں سوال کیا گیا تھا کہ اگر ہر بدعت بری ہے تو دینی مدارس اور وہاں کے نصاب تعلیم بھی ناجائز ہونے چاہیے۔ کہ چیزیں بھی زمانہ نبوی ﷺ میں نہ تھیں مگر آپ لوگ ان دونوں کو بڑی مضبوطی سے پکڑے ہوئے ہیں۔

مولوی سرفراز خان نے راہ سنت کے صفحہ پر اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ علم دین کی نشر و اشاعت جیسے بھی ہو۔ جس طرح بھی ہو اور اس کے لئے جو صورت اختیار کی جاوے۔ درست و صحیح ہے۔ اور درس و نصاب تعلیم کے متعلق فرمایا کہ اہل عرب و صحابہ کرام کی مادری زبان عربی تھی۔ انہیں علوم عربیہ حاصل کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ دیگر لوگوں کو ان علوم کی ضرورت ہے لہذا یہ مروجہ نصاب تعلیم ناجائز نہیں۔

جواب :- مولوی صاحب پھر آپ کا قاعدہ ٹوٹ گیا کہ جو کام بھی قرون ثلثہ میں نہ ہو وہ بدعت ہے اور ہر بدعت حرام ہے۔ واجب الترک ہے۔ اسے چھوڑ دینا ضروری ہے آپ کے اس جواب سے معلوم ہوا کہ جن بدعات کی ضرورت ہو وہ درست ہیں۔ غرضیکہ تقسیم بدعت کے آپ بھی قائل ہو گئے اب آپ کا مخالف کہہ سکتا ہے کہ تعظیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور کے نام شریف کی اشاعت جس طرح بھی ہو سکے جہاں بھی ہو درست ہے۔ میلاد شریف وغیرہ اسی رفعت ذکر نبوی کے لئے ہے۔ نیز عہد صحابہ میں کوئی کافر حضور کا بے ادب و گستاخ نہ تھا۔ اب آپ جیسے بے ادب و گستاخ پیدا ہوگئے۔ جنہوں نے حضور ﷺ کے خیال کو نماز میں گدھے و بیل کے خیال سے بدتر بتایا (صراط مستقیم) لہذا ایسے گستاخوں کے منہ میں لگام دینے کے لئے ان چیزوں کی ضرورت پیش آئی۔ اس زمانہ پاک میں نہ ایسے منہ پھٹ گستاخ تھے نہ ان امور خیر کی ضرورت تھی۔ بتائیے پھر آپ کیا جواب دیں گے ابھی تو بہ زمانہ قریب میں آپ کی جماعت برادر دینی یقینی مولوی مودودی صاحب نے پاکستان میں غلاف کعبہ

تیار کرایا- تیار ہونے پر بہت اہتمام سے شہر بہ شہر اس غلاف کے جلوس نکالے- ہزاروں بلکہ لاکھوں مسلمانوں کو اعلان عام کر کے جمع کیا- مسلمانوں سے چڑھاوے کے ہزاروں روپے وصول کئے حالانکہ ابھی وہ غلاف کعبہ معظمہ پہنچا بھی نہ تھا- صرف پہنچنے اور وہاں ڈالے جانے کی امید تھی- آپ کی جماعت نے اس جلوس و نذرانے پر نہ شرک و کفر کے فتوے دیئے نہ اس کی شدت سے مخالفت کی- فرمائیے اگر بارہویں ربیع الاول شریف کا جلوس عید میلادالنبی ﷺ اس لئے حرام ہے بدعت ہے شرک ہے- کہ قرون ثلثہ میں یہ جلوس نہ تھے تو غلاف کعبہ کے یہ جلوس نذرانہ وغیرہ کیوں حرام و شرک نہ ہوئے یہاں آپ کیوں خاموش- بلکہ حمایتی رہے- صرف اس لئے کہ یہ اپنے گھر کا معاملہ ہے- آمدنی کا ذریعہ ہے- کیا مولوی صاحب اس کا جواب دیں گے- ان انشاء اللہ کبھی نہ دیں گے- کیا مودودی صاحب کو اس جلوس کی بنا پر بدعتی- کافر- مشرک کہیں گے انشاء اللہ کبھی نہ کہیں گے- بلکہ کھینچ تان کر کے اس کا جواز ثابت کرنے کی کوشش کریں گے- مولوی صاحب اس بے اصولے مذہب سے توبہ کیجئے- جس کا نہ کوئی اصول ہے نہ کوئی ضابطہ و قاعدہ- مولوی صاحب! بات صرف اتنی ہے کہ یہ شعیر

ذکر رو کے فضل کاٹے نقص کا جویاں رہے

پھر کہے مردک کہ ہوں امت رسول اللہ کی

بلکہ خود آپ کے مودودی صاحب نے اس جلوس کو بدعت سنیہ ماننے سے انکار کر دیا-

جاء الحق میں سوال کیا گیا تھا کہ اگر ہر بدعت بری ہے- یعنی قرون ثلثہ میں جو کام نہ ہوا وہ حرام و شرک ہے- تو تنخواہ لے کر علم دین سکھانا اور مصیبت کے وقت ختم بخاری کرانا اس پر اجرت لینا دینا حرام ہونا چاہیے مگر یہ دونوں کام دیوبند میں ہوتے ہیں- راہ سنت میں نہایت سادگی سے اس کا جواب دیا گیا کہ علماء متاخرین نے اس تنخواہ کو جائز قرار دیا اور بیماری مصیبت کے وقت قرآن کریم و بخاری شریف کا ختم پڑھ کر اس پر اجرت لینا بھی جائز ہے اسے ایک قسم کا علاج قرار دیا صفحہ

جواب الحق:- مولوی صاحب سوال تو یہی ہے کہ فقہاء متاخرین جنہوں نے اس تعلیم کی اجرت کے جواز پر فتوی دیا وہ آپ کے ہاں بدعتی مشرک ہوئے- یا نہیں- یہاں آپ

ان بزرگوں کی آڑ کیوں لیتے ہیں- انہیں بدعتی و مشرک کیوں نہیں کہتے- کیا صرف اس لئے کہ یہاں آپ کے اپنے پیٹ کا معاملہ درپیش ہے- جب یہ قاعدہ مقرر ہو گیا کہ جو کام بھی قرون ثلثہ کے بعد ایجاد ہو وہ حرام ہے- شرک ہے اور اس کا کرنے والا مشرک و کافر ہے تو جو بھی یہ کام کرے وہ مشرک ہونا چاہیے- خواہ صاحب ہدایہ ہوں یا کوئی اور جب بیماری مقدمہ و دیگر مصیبت کے موقعہ پر ختم قرآن بخاری جائز ہوا تو میت کے تیجہ- چالیسویں میں ایصال ثواب کے لئے ختم قرآن کیوں حرام ہے- علاج کا بہانہ بھی خوب فرمایا- مقدمہ و دیگر آفات و بلیات میں ختم بخاری علاج و دوا کے لئے نہیں کرایا جاتا بلکہ مقصد یہ ہوتا ہے- کہ اس ذکر خیر کی برکت سے اللہ تعالیٰ یہ آفت ٹال دے- جب یہ جائز ہوا- تو مصیبت میں ختم خواجگان- ختم غوثیہ و دیگر ورد وظیفے کیوں حرام ہوئے- ان ختموں میں بھی آیات قرآنیہ بلکہ قرآن مجید کی سورتیں- استغفار توبہ بزرگان دین سے توسل ہی ہوتا ہے- اسے آپ شرک و کفر قرار دیتے ہیں- براہ مہربانی ختم خواجگان اور ختم بخاری میں فرق بیان کریں وہ بھی بدعت حسنہ ہے یہ بھی بدعت حسنہ- اگر وہ ختم بخاری علاج ہے تو ختم غوثیہ و ختم خواجگان بھی علاج ہے- ستم بر ستم یہ ہے کہ مولوی صاحب جھاڑ پھونک تعویذ گنڈے کو شرک کہتے ہیں- اور یہاں راہ سنت صفحہ میں نہایت معصومیت سے فرماتے ہیں- جھاڑ پھونک علاج کی ایک قسم ہے- اور اس پر اجرت لینا جائز ہے بحوالہ عینی- دیکھو راہ سنت صفحہ مولوی صاحب! آپ اور آپ کی جماعت ہمارے مشائخ عظام' پیران کرام پر اس لئے زبان طعن دراز کرتے رہتے ہیں- کہ یہ لوگ دم درود- جھاڑ پھونک- تعویذ گنڈے کرتے اور اس پر اجرت و معاوضہ لیتے ہیں- اب آپ کو کیا ہو گیا کہ بہ یک جنبش قلم سب کچھ جائز ہو گیا- یہ ہے جاء الحق کتاب کی زندہ کرامت- کہ آپ کے ہوش باختہ ہو گئے- اور ان کی کہہ گئے- ابھی کیا ہے- شعر

ابتداء عشق ہے روتا ہے کیا

آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

جاء الحق میں کہا گیا تھا- کہ مروجہ امتحان بدعت ہے- جس پر آپ حضرات بھی عامل ہیں- سہ ماہی- ششماہی- سالانہ- امتحانات آپ کے ہاں بھی لئے جاتے ہیں- پاس فیل کے لئے نمبر دیئے جاتے ہیں- راہ سنت میں اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ ایک

بار حضور ﷺ نے حضرات صحابہ کرام سے سوال فرمایا کہ بتاؤ وہ کون درخت ہے۔ جس کے پتے نہیں جھڑتے اور وہ مسلم کی مثال ہے۔ دیکھو حضور ﷺ نے حضرات صحابہ کرام کی عقل و درایت کا امتحان لیا ہے۔ لہٰذا مروجہ امتحانات بدعت نہیں سنت ہیں۔ راہ سنت صفحہ

جواب:۔ مولوی صاحب! فیصلہ فرما دیا کہ جس چیز کی اصل مل جاوے اس پر خواہ کتنی یہ زیادتی ہو جائے سب جائز بلکہ ثابت بالسنت ہوگی دیکھو حضور ﷺ نے ایک بار صحابہ کرام سے صرف ایک سوال فرمایا ہے۔ جس سے آپؐ نے ثابت فرمایا کہ تحریری۔ تقریری۔ ماہانہ۔ سہ ماہی۔ ششماہی۔ سالانہ۔ امتحانات ان میں نمبر دینا۔ پاس یا فیل کے لئے نمبروں کی تعداد مقرر کرنا پھر پاس ہونے کے لئے مدارج مقرر کرنا۔ اور فیل شدہ کو دوبارہ پڑھی ہوئی کتابیں ہی پڑھنا آگے نہ بڑھنے دینا وغیرہ سب ثابت کر دیا۔ یہ نہ کہا کہ بدھیات کنائی ان قیود و پابندیوں کا ثبوت حدیث سے نہیں ملتا۔ بس یہ ہی ہم کہتے ہیں۔ کہ حضورؐ ﷺ نے اپنا میلاد پاک خود منبر پر قیام فرما کر پڑھا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف باب فضائل سید المرسلین) اور حضور نے خود اپنی امت کی طرف سے قربانی فرما کر ایصال ثواب فرمایا اور حضرت سعد نے اپنی والدہ ماجدہ کے نام شریف پر کنواں کھدوا کر فرمایا ھذا لام سعد جب میلاد شریف اور ایصال ثواب کی اتنی اصل مل گئی تو اب محفل میلاد شریف کے تمام اہتمامات۔ تواریخ مقررہ۔ تقسیم شیرینی ذکر ولادت۔ قیام۔ سلام سب ثابت ہوگیا۔ یوں ہی فاتحہ کی تمام صورتیں۔ سہ ماہی۔ برسی۔ وغیرہ سب درست ہوئیں کہ ان کی اصل ثابت ہے۔ وہاں ہم سے آپ یہ پوچھتے ہیں کہ ان پابندیوں اور قیود کا ثبوت نہیں میلاد شریف کے یہ اہتمامات روشنی جھنڈیاں وغیرہ ثابت نہیں۔ جب آپ نے امتحان وغیرہ کی تمام قیود کے لئے صرف ایک سوال کو اصل مان لیا تو ہم سے ان قیود کا ثبوت ہرگز نہیں مانگ سکتے۔

دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را
چنداں اماں نہ داد کہ شب راسحر کند

اس کتاب راہ سنت کے صفحہ پر آپ ایصال ثواب کی بحث میں فرماتے ہیں۔ کہ میت کے لئے ایصال ثواب کرنا جائز ہے۔ لیکن ایصال ثواب کے لئے شریعت حقہ نے دنوں۔ تاریخوں کا تعین و تخصیص نہیں کی۔ قبلہ امتحانات کے لئے دنوں۔ تاریخوں۔

نصاب کی تعین شریعت نے کہاں کی ہے۔ وہ آپ کیوں کرتے ہیں۔ سچ ہے.......... حافظہ نہ باشد۔

اگر دن و تاریخ کا مقرر کرنا حرام ہو تو چاہیے کہ شادی بیاہ کے لئے نہ لڑکا مقرر ہو نہ لڑکی نہ دن نہ جگہ نہ تاریخ۔ بلکہ یوں ہی کہلا بھیجا جاوے کہ ہم کسی دن کسی جگہ آجائیں گے۔ کوئی سالڑکا لے آئیں گے اور تمہارے ہاں کی کسی لڑکی سے نکاح کر کے لے جائیں گے۔ دیکھو پھر کس شان کا نکاح ہوتا ہے۔ لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم○

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دیوبند خصوصاً" جناب سرفراز صاحب' حسب ذیل مسائل کے بارے میں

نمبر۱ کسی کے بازو پر امام ضامن کے نام کا روپیہ باندھنا ازروئے شریعت دیوبندیہ شرک ہے یا نہیں۔ اگر شرک ہے تو احتشام الحق صاحب دیوبندی مشرک ہیں یا نہیں۔

نمبر۲ زائرین مدینہ منورہ سے مدینہ پاک میں ٹھہرنے کے عوض فی دن سوا روپیہ وصول کرنا بدعت ہے یا نہیں۔ کیا قرون ثلثہ میں زائرین مدینہ سے یہ ٹیکس وصول کیا جاتا تھا۔ یا اس جرمانہ کا رواج تھا۔ اگر نہیں تھا تو نجدی حکومت اہل بدعت کی حکومت ہے یا نہیں جو زائرین مدینہ سے یہ ٹیکس یا جرمانہ وصول کرتی ہے۔

نمبر۳ مزارات اولیاء کے چڑھاوے۔ نذرانہ کی آمدنی حرام ہے یا حلال اور یہ چڑھاوے چڑھانا سنت ہے یا بدعت اگر بدعت ہے تو اس سے تنخواہ لینی اور محکمہ اوقاف سے مدارس کے لئے وظیفہ لینا۔ بزرگوں کے مزارات پر امامت کرنا ازروئے شریعت دیوبندیہ حرام ہے یا حلال۔ اگر حرام ہے تو وہ دیوبندی علماء جو یہ تنخواہ لے رہے'' ان کا کیا حکم ہے۔

نمبر۴ لاؤڈ اسپیکر پر نماز جمعہ خطبہ درس وعظ وغیرہ دینا سنت ہے یا بدعت اگر سنت ہے تو ثبوت دیا جاوے۔ اگر بدعت ہے تو آپ اور آپ کے دیگر ہم عقیدہ دیو بندی جو لاؤڈ اسپیکر پر نماز خطبہ یا درس دیتے ہیں۔ بدعتی ہیں یا نہیں۔

نمبر۵ قبروں پر پختہ عمارات بنانا حرام ہے یا نہیں۔ اگر حرام ہے تو جو اس کی

تعریف کرے اس کام کرنے والوں کی حمایت کرے۔ جیسے مولوی احتشام الحق صاحب کا وہ کافر و مرتد خارج از اسلام ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

آخری گذارش

مسلمانو! ہوشیار ہوشیار نجدی دیوبندی۔ وہابی علماء سے اپنا دین بچاؤ۔ ان کی چکنی چپڑی باتوں میں نہ آؤ ان کی بہت قرآن خوانی سے دھوکا نہ کھاؤ۔ کتاب راہ سنت مسلک اہل سنت وجماعت کے خلاف ہے۔ اسلام کے خلاف ہے مسلمانوں کے عقیدے کے خلاف ہے۔ فقہاء کے قوال احادیث وقرآن کے ارشادات کے بالکل منافی ہے کوئی سنی اس کتاب سے فریب نہ کھائے یہ کتاب اعتزال۔ خروج نجدیت ملعونہ کا مجموعہ ہے ہم بطور نمونہ راہ سنت کے چند مسائل دکھا کر بتاتے ہیں۔ کہ یہ کتاب قرآن حدیث شریف۔ عقیدہ مسلمین کے کس قدر منافی ہے۔

کتاب راہ سنت میں ہے۔

قبروں کے پاس جو مسجد بنا دی جاوے اس کا گرا دینا بھی واجب ہے دیکھو راہ سنت صفحہ مگر قرآن کریم میں ہے۔

نمبر قال الذین غلبو علی امرھم لنتخذن علیھم مسجدا○	وہ بولے جو اس کام میں غالب رہے تھے قسم ہے کہ ہم تو ان پر مسجد بنائیں گے۔

اصحاب کہف کے غار پر تعمیر مسجد کا ثبوت ہوا کہ مسلمانوں نے ان بزرگوں کے قرب کا فیض لینے کے لئے وہاں تعمیر مسجد کی۔ مگر مولوی صاحب کے حکم سے وہ مسجد گرانی چاہیے۔

نمبر سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا" من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ الذی بارکنا حولہ الخ۔	پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے گردا گرد ہم نے برکت رکھی۔

دیکھو یہاں قرآن کریم نے مسجد اقصیٰ کے فضائل میں یہ بات بیان فرمائی کہ ہم

نے اس کے ارد گرد برکت دے رکھی ہے۔ برکت کیا ہے؟ یہ کہ وہاں ہزارہا حضرات انبیاء کرام کی قبور ہیں۔ مگر مولوی صاحب کے فتوے سے وہ مسجد گرانے کے لائق ہے۔ کہ قبروں کے بیچ میں ہے۔

نمبر لمسجد اسس علی التقوی احق ان تقوم فیہ رجال یحبون ان ینطھروا واللہ یحب المنطھرین○	وہ مسجد جس کی بنیاد تقویٰ پرہیز گاری پر ہے وہ آپ کے قیام کے لائق ہے۔ اس میں وہ حضرات ہیں۔ جو خوب پاکیزگی کو پسند کرتے ہیں اور اللہ خوب پاکوں سے محبت کرتا ہے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے مسجد قبا کی تعریف میں دو چیزیں بیان فرمائیں ایک تو اس کی تعمیر میں تقویٰ اور اخلاص۔ دوسرے وہاں انصار کی موجودگی ہے لہٰذا وہ مسجد بابرکت ہے انصار خواہ زندگی میں وہاں رہیں یا بعد وفات لہٰذا جس مسجد کے قریب میں منطھرین دائمی نیند سو رہے ہوں وہ مسجد بابرکت ہے۔ فیہ رجال الخ بہت جامع فرمان ہے۔ مگر راہ سنت کے فتوے سے جہاں پاک حضرات کی قبور ہوں۔ ان کی متصل مسجد کا گرا دینا ضروری ہے۔

اور حدیث پاک میں ہے۔

کہ مسجد نبوی شریف میں ایک نیکی کا ثواب پچاس ہزار ہے آخر یہ کیوں؟ اس لیے کہ وہاں حضور ﷺ جلوہ افروز ہیں کہ بعد وفات تا قیامت وہاں ہی آرام فرمائیں۔ مگر راہ سنت کے فتوے سے نعوذ باللہ اس کا گرا دینا واجب ہے کہ وہ مسجد پاک قبر رسول اللہ ﷺ سے متصل ہے۔

عام مسلمانوں کا عمل

یہ ہے کہ عموماً" بزرگان دین کے مزارت پر مسجدیں بناتے ہیں بہ ایں خیال کہ زائرین کو نماز میں آسانی ہو اور بزرگوں کے قرب میں نماز وعبادات زیادہ قبول ہوتی

ہیں- اجمیر شریف- کلیر شریف- لاہور داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ میاں میر رحمۃ اللہ علیہ بغداد شریف کربلا معلے- نجف اشرف- مکہ معظمہ- مدینہ منورہ- غرضیکہ ہر جگہ بزرگوں کے مزارات پر مسجدیں موجود ہیں- مگر راہ سنت کے فتوے سے یہ تمام مسجدیں م مسجد ضرار کے حکم میں ہیں- ان سب کا گرا دینا لازم ہے- شاید راہ سنت والا مسجد حرام کعبۃ اللہ شریف کی مسجد کا گرانا واجب سمجھتا ہو کہ اس مسجد میں بھی حطیم شریف کے اندر میزاب رحمت کے نیچے حضرت اسماعیل وجناب ہاجرہ کے مزارات ہیں- وہاں حجاج نماز پڑھنا بہت بہتر سمجھتے ہیں-

کتاب راہ سنت میں ہے

جو شخص اجمیر میں خواجہ چشتی کی قبر پر یا سالار مسعود غازی کی قبر یا ان کی مانند کسی اور کی قبر پر اس لیے گیا کہ وہاں دعا کرے گا- اور اس کی دعا وہاں زیادہ قبول ہو گی تو اس نے ایسا گناہ کیا جو گناہ قتل اور زنا سے بھی بدترین گناہ ہے- راہ سنت صفحہ - اس عبارت کا مطلب بالکل واضح ہے کہ اگر بزرگوں کے مزار پر جا کر اللہ تعالیٰ سے ہی دعا کرے- یہ سمجھ کر کہ یہاں دعا قبول ہوتی ہے تو وہ شریعت دیو بندیہ میں سولی کے لائق ہے- کیونکہ یہ گناہ زنا و قتل سے بھی بدتر ہے اور زنا میں رجم یعنی سنگسار کیا جاتا ہے- اور قتل میں قصاص لیا جاتا ہے تو اس جرم میں اس زائر قبر کو سولی دینی چاہیے-

مگر قرآن کریم فرماتا ہے

هنالك دعا ذكريا ربه قال رب هب لى من لدنك ذرية طيبة انك لسميع الدعا

اس ہی جگہ حضرت ذکریا نے اپنے رب سے دعا کی عرض کی اے میرے رب مجھے اپنے پاس سے پاک اولاد دے تو دعا سننے والا ہے-

زکریا علیہ السلام نے جناب بی بی مریم کے پاس کھڑے ہو کر رب تعالیٰ سے بیٹے کی دعا مانگی- معلوم ہوا کہ ولی کے قریب کھڑے ہو کر دعا مانگنا سنت نبی ہے اور قرب ولی دعا کی قبولیت کا ذریعہ ہے اور فرماتا ہے-

ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاؤك فاستغفروالله واستغفر لهم الرسول لوجد والله توابا رحيما○

اگر یہ لوگ جب کبھی اپنی جانوں پر ظلم کریں تو آپ کے پاس آجاویں پھر اللہ سے معافی مانگیں اور آپ رسول بھی ان کے لیے معافی مانگیں تو اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں-

اس آیت نے بتایا کہ ہر مجرم حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر توبہ کرے- معلوم ہوا کہ آپ کی بارگاہ قبولیت توبہ کی جگہ ہے اور فرماتا ہے-

نمبر ادخلوالباب سجدا وقولوا حطة نغفر لكم خطاياكم وسنزيد المحسنين-

اس دروازے میں سجدہ کرتے جاؤ- اور کہو معافی دے تو ہم تمہاری خطائیں بخش دیں گے اور نیک کاروں کو زیادہ دیں گے-

یعنی بنی اسرائیل نے توبہ کرنی چاہی تو فرمایا کہ یہاں نہیں بلکہ بیت المقدس شہر میں باادب سجدہ کرتے جاؤ- وہاں جا کر کہو کہ خدایا معافی دے- تب معافی دیں گے- دیکھو قبول توبہ اور قبول دعا کے لیے بیت المقدس میں حاضری کا حکم دیا گیا- کیوں؟ اس لیے کہ وہاں حضرات انبیاء کرام کی قبور ہیں- ان قبور کے قرب کی برکت سے توبہ جلد قبول ہو گی- معلوم ہوا کہ بزرگوں کے مزارات پر دعا جلد قبول ہوتی ہے-

اور حدیث شریف میں ہے

کہ ایک بار مدینہ میں بارش نہ ہوئی لوگ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر شاکی ہوئے تو ام المومنین نے فرمایا

انظروا النبى صلى الله عليه وسلم فاجعلوا منه كولى الى السماء حتى لايكون بينه وبين السماء سقف ففعلوا فمطروا (مشکوۃ شریف)

نبی کریم ﷺ کی قبر شریف کی زیارت کرو پھر آسمان کی طرف دریچے کھول دو حتیٰ کہ قبر شریف اور آسمان کے درمیان چھت حائل نہ رہے لوگوں نے ایسا کیا تو فوراً بارش ہوئی-

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دعائے بارش کے لیے حضور ﷺ کی قبر انور پر حاضری دینا اور قبر مبارک کے ذریعے اس کے وسیلہ سے رب تعالیٰ سے بارش مانگنا

سنت صحابہ ہے اور محبوبہ محبوب رب العلمین ام مومنین صدیقہ بنت صدیق عائشہ رضی اللہ عنہا کا حکم ہے۔

مسلمانوں کا عمل

کہ مزارات اولیاء اللہ پر حاضری دے کر قبر شریف کے توسل سے دعا کرتے ہیں جو قبول ہوتی ہے بلکہ قبر کے توسل سے شفا نصیب ہوتی ہے۔ چنانچہ صاحب شکوۃ اکمال فی اسماء الرجال میں سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے حالات میں فرماتے ہیں۔

وقبره قريب من سورها معروف الى اليوم معظم يشفون به فيشفون۔

آپ کی قبر شریف قسطنطنیہ کی فصیل کے قریب ہے اب تک اس کی تعظیم کی جاتی ہے اس کے توسل سے شفاء حاصل کی جاتی ہے لوگ شفاء پاتے ہیں۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا عمل

علامہ شامی ردالمحتار کی جلد اول مقدمہ نمبر۵۱ میں فرماتے ہیں کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

انی لا تبرک بابی حنیفة واجیئی الی قبره فاذا عرضت لی حاجت صلیت رکعتین رسالت الله تعالٰی عند قبره فنقضی سریعا۔

میں امام ابو حنیفہ سے برکت حاصل کرتا ہوں ان کی قبر انور پر حاضری دیتا ہوں جب کبھی مجھے کوئی حاجت درپیش ہوتی ہے تو دو رکعتیں پڑھتا ہوں اور انکی قبر شریف کے پاس اللہ تعالیٰ سے حاجت مانگتا ہوں۔ تو بہت جلد پوری ہوتی ہے۔

یہ عمل ہے امام مذہب حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ کا کہ حاجت روائی کے لیے فلسطین سے سفر کر کے بغداد شریف حضرت امام اعظم کے مزار پر حاضری دیتے ہیں اور قبر شریف کے پاس رب تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں۔ مسلمانو! قرآن وحدیث فقہاء کے یہ فرمان دیکھو اور مسلمانوں کے عمل کا مشاہدہ کرو اور گکھڑوی صاحب کا یہ فتویٰ دیکھو کہ قبولیت کے لیے کسی بزرگ کی قبر پر جانا زنا وقتل سے بھی بدتر گناہ ہے کیا سارے

مسلمان اور امام شافعی ایسے گناہ کرتے ہیں جو قتل وزنا سے بھی بدتر ہیں۔

آیئے ہم آپ کو مولوی سرفراز صاحب گکھڑوی کے گھر کی سیر کرائیں اور ان کا ابلقی دورنگا مذہب دکھائیں۔ دیوبندیوں کی مشہور کتاب ارواح ثلثہ مصنفہ مولوی محمد طیب صاحب دیوبندی محشی مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کے نمبر۳۲۲ میں ایک قصہ یوں نقل کیا۔

ایک بار نانوتہ میں جاڑے کے بخار کا زور ہو گیا جو شخص مولانا محمد یعقوب صاحب کی قبر سے مٹی لے جاکر باندھ لیتا اسے ہی آرام ہو جاتا۔ بس اس کثرت سے مٹی لے گئے کہ جب قبر پر مٹی ڈلوا دی تب ہی ختم۔ کئی مرتبہ ڈال چکا پریشان ہو کر ایک دفعہ میں نے مولانا کی قبر جاکر کہا کہ آپ کی تو کرامت ہوئی ہماری مصیبت آگئی۔ یاد رکھو کہ اگر اب کے کوئی اچھا ہوا تو ہم مٹی نہ ڈالیں گے۔ ایسے ہی پڑے رہیو۔ لوگ جوتا پہنے تمہارے اوپر ایسے ہی چلیں گے بس اس دن سے پھر کسی کو آرام نہ ہوا۔ انتہی بلفظہ

فرمایئے خاں صاحب اب تو گھر میں ہی آگ لگ گئی مولوی محمد یعقوب صاحب کی قبر کی زیارت۔ انکی قبر کی مٹی سے شفا۔ پھر صاحبزادہ صاحب کا مرے ہوئے اباجی سے عرض کرنا۔ اور اباجی مرحوم کا قبر سے سن لینا پھر اس کرامت کا بند ہو جانا اور مرحوم ابا جی کا ڈر کر لوگوں کو شفا دینا بند کر دینا سب کچھ ہی ثابت ہوا۔ فرمایئے نانوتہ کے یہ دیوبندی مشرک۔ کافر اور قتل وزنا سے بدتر گناہ کرنے والے ہوئے۔ یا نہیں؟ اور آج تک آپ نے یا کسی دیوبندی نے ان دیوبندیوں قبر کے بچاریوں کے خلاف فتوئی کفر وشرک دیا یا نہیں۔ اگر نہیں دیا اور واقعی نہیں دیا تو کیوں؟ کیا اس لیے کہ یہ اپنے گھر کا معاملہ ہے دوستو! دیوبندیوں کی یہ کتاب ارواح ثلثہ قابل دید ہے اس کتاب نے ساری تقویتہ الایمان اور سارے دیوبندی مذہب کا خاتمہ کر دیا ہے اس کتاب میں ہے کہ دیوبندی پیروں ومولویوں کو علم غیب ہے وہ حاضر ناظر ہیں وہ مرے بعد حاجت روائی مشکل کشائی کرتے ہیں۔ وہ عورت کے پیٹ کے بچہ کی خبر دے دیتے ہیں کہ لڑکا ہے یا لڑکی۔ وہ ڈوبتا جہاز پار لگا دیتے ہیں کہ جہاز سمندر میں ڈوب رہا ہے اور حاجی امداد اللہ صاحب' مکہ معظمہ میں ہی وہاں سے جہاز کو کندھا دیا' اور پار لگا دیا۔ غرض کہ سارے دیوبندی کفر وشرک اس کتاب میں اپنے پیروں مولویوں کے لیے ثابت کیے گئے

ہیں- دیکھئے سرفراز خاں صاب ان دیوبندیوں کے خلاف فتوے دیتے ہیں یا نہیں-

کتاب راہ سنت میں ہے

اصل اشیاء میں حرمت ہے- یعنی جس چیز سے قرآن وحدیث میں خاموشی ہو نہ اسے حلال کہا گیا ہو نہ حرام وہ چیز حرام ہے- دیکھو کتاب راہ سنت از صفحہ نمبر۹۹ تا صفحہ نمبر_ غرض مولوی صاحب کے نزدیک اصل اشیاء میں حرمت یا کم از کم توقف ہے-

مگر قرآن کریم میں ہے

قل لا اجد فیما اوحی الی محرما علے طاعم یطعمه الا الخ	فرما دو اے محبوب ﷺ کہ میں اپنی وحی میں کسی کھانے والے پر کوئی کھانا حرام نہیں پاتا- سواء ان کھانوں کے-

معلوم ہوا کہ کسی چیز کی حرمت کا ذکر نہ ہونا اس کے حلال ہونے کی علامت ہے اور اصل اشیاء میں اباحت ہے- اس مسئلہ پر بہت سی آیات قرآن کریم میں موجود ہیں- جو ہم نے اس کتاب میں لکھ دی ہیں- ملاخطہ فرماؤ-

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

الحلال ما احل اللّٰه والحرام ماحرم اللّٰه وماسکت عنه فهو معفو (مشکوۃ شریف)	حلال وہ جسے اللہ تعالیٰ نے حلال فرمادیا حرام وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا جس سے خاموشی فرمائی وہ معاف ہے

فقہاء فرماتے ہیں-

عام فقہا اہل سنت کا یہ ہی مذہب ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے- جیسا کہ ہم نے اس کتاب میں مع حوالہ عرض کیا اور جاء الحق میں بھی اس کے بہت حوالے نقل فرمائے گئے-

عام مسلمانوں کا عقیدہ

بھی یہ ہی ہے کہ جو چیز شریعت میں حرام نہ کی گئی ہو وہ حلال ہے اس قاعدے سے آم- سنگترہ اناس وغیرہ تمام پھل- پلاؤ زردہ- بریانی وغیرہ تمام غذائیں- فلسفہ- منطق- ریاضی- سائنس وغیرہ تمام علوم جدیدہ کی تعلیم صوفیاء کرام کے عام ورد وظیفے- چلے ترک حیوانات وغیرہ- لٹھا- ململ نشہ شنگھائی وغیرہ کپڑے سب حلال ومباح ہیں- کہ ان سے ممانعت شریعت میں وارد نہیں- شائد مولوی سرفراز صاحب ان تمام چیزوں کو حرام سمجھتے ہوں کہ ان کی حلت نہ قرآن مجید میں ہے نہ حدیث شریف میں مگر ہم کو پتہ ہے کہ مولانا کا قلمی اور زبانی مذہب اور ہے- عملی مذہب کچھ اور یہ سب چیزیں رگڑ جاتے ہوں گے وہ قلم ہی کے بہادر ہیں-

خود دیوبندیوں کا عقیدہ ہے-

کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے- جیسا کہ ہم ابھی اس کتاب کے اندر دیوبندیوں کی مشہور کتاب طریقہ مولد شریف مصنفہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی عرض کر چکے ہیں-

نتیجہ

بطور نمونہ یہ تین مسئلے آپ حضرات کی خدمت میں پیش کئے گئے- ان سے ثابت ہوا کہ کتاب راہ سنت قرآن مجید کے خلاف ہے حدیث شریف کے خلاف ہے- اسلام کے خلاف ہے- مسلمانوں کے عقیدے کے خلاف یہ کتاب اسلام پر ایک کاری ضرب ہے- یہ تین مسائل صرف نمونہ کے طور پر پیش کئے گئے ہیں کوئی مسلمان ان کی قرآن اور حدیث دانی کے دعوے سے دھوکا نہ کھائے ورنہ دولت ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے گا-

آنکھ سے کاجل صاف اڑالیں یاں وہ چور بلا کے ہیں
گٹھڑی تاکی ہے اور تونے نیند نکالی ہے-

آخری گذارش

اہل سنت اور مولوی سرفراز خاں صاحب گکھڑوی و دیگر دیوبندیوں کا اصل

اختلاف ان فروعی مسائل - میلاد شریف فاتحہ - جلوس عید میلاد شریف میں ہی نہیں ہے۔ یہ چیزیں صرف جائز مستحب ہیں۔ جن کا انکار کفر نہیں۔ بلکہ دیو بندی لوگ بھی یہ سب کچھ اور طریقوں سے کر لیتے ہیں۔ مثلاً" ان کے ہاں عید میلاد شریف کا جلوس بدعت و شرک ہے۔ مگر دیوبندی مولویوں کی آمد پر جلوس سیاسی جلوس جائز ہیں۔ جو وہ دن رات کرتے رہتے ہیں۔ میلاد شریف کا جلوس وہاں کی سج دھج کو حرام کہتے ہیں۔ مگر اپنے مذہبی۔ سیاسی جلسے۔ وہاں روشنی۔ وہاں کی زیبائش۔ جھنڈیاں وغیرہ کو جائز سمجھ کر دن رات کرتے رہتے ہیں۔ یوں ہی یارسول اللہ - یاغوث کے نعروں کو حرام کہتے ہیں۔ مگر اپنے مولویوں کے لئے زندہ باد کے نعرے جائز کہتے ہیں۔ جو چیزیں حضور ﷺ کے لئے حرام و شرک کہتے ہیں۔ وہ اپنے مولویوں کے لئے جائز بلکہ مستحب سمجھتے ہیں۔ اولیاء اللہ کے مزارات پر گنبد کی تعمیر کو حرام شرک کہتے ہیں مگر بانی پاکستان محسن قوم قائداعظم کے مزار پر گنبد کے تعمیر کو حلال بلکہ کار خیر کہتے ہیں۔ امام ضامن کے نام کا پیسہ روپیہ خود صدر مملکت کے بازو پر باندھنے کو اچھا سمجھتے ہیں۔ بہ ہر حال عملاً اب دیوبندی حضرات بھی بریلوی بن چکے ہیں۔ غرضکہ ہمارا ان کا اصلی اختلاف ان مسائل میں نہیں بلکہ ہمارا ان کا اصل جھگڑا جس کی وجہ سے عرب و عجم تمام دنیا کے علمائے دیوبندیوں کو مرتد خارج از اسلام قرار دیا ہے۔

وہ حضور ﷺ کی شان اقدس میں توہین و گستاخیاں ہیں جو دیو بندی لوگ دن رات کرتے رہتے ہیں۔ اور انہوں نے اپنی کتب میں لکھ کر چھاپی ہیں۔ مثلاً" مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ خدا تعالی کے بعد درجہ حضور ﷺ کا ہے ان کے قدم شریف کی نعلین بادشاہوں کے تاج سے افضل ہیں۔ ان کے مدینہ پاک کا غبار شفاء امراض ہے وہ رسولوں کے سرتاج نبیوں کے شہنشاہ کل خلق کے مالک و مولی ہیں مگر دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ جیسے گاؤں میں چوہدری نمبردار ایسے ہی قوم میں نبی۔ یعنی نبی کا درجہ تھانیدار کے برابر بھی نہیں۔ دیکھو ان کی مشہور کتاب تقویۃ الایمان صفحہ - یوں ہی مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ کوئی نماز حضور ﷺ کے ادب کے بغیر مکمل نہیں۔ ہر نمازی التحیات میں حضور ﷺ کو سلام کر کے نماز ختم کرتا ہے مگر ان دیوبندیوں کے نزدیک نماز میں حضور ﷺ کا خیال بھی کرنا گدھے و بیل کے خیال سے بد تر ہے دیکھو ان کی مشہور کتاب صراط مستقیم۔ یوں ہی مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ کا مرتبہ ماں

باپ۔ بادشاہ۔ شہنشاہ غرض کہ تمام جہان سے زیادہ ہے مگر دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ حضور کا درجہ صرف بڑے بھائی کے برابر ہے دیکھو ان کی مشہور کتاب تقویۃ الایمان۔ گویا ان کے نزدیک۔ حضور ﷺ کی ازواج پاک مسلمانوں کی مائیں نہیں بلکہ بھاوجیں ہونی چاہیں۔ کیونکہ بھائی کی بیوی بھاوج ہوتی ہے اور بھی ان کے عقیدے بہت گندے ہیں۔ جو جاء الحق حصہ اول کے آخر میں مع حوالہ بیان کر دیئے گئے ہیں۔

اگر مولوی سرفراز خاں صاحب

ان عقیدوں سے توبہ کر لیں اور ایسی کتابیں لکھنے والوں سے بیزاری کا اعلان فرمادیں تو ہمارا ان کا اصل جھگڑا ختم ہو جاتا ہے کیا مولوی سرفراز خاں صاحب ہمت کر کے غیرت ایمانی کا ثبوت دیں گے۔ کیا وہ ان گستاخ بیدین دیوبندیوں کے خلاف قلم اٹھانے کی جرات کریں گے۔

خاتمہ

ناظرین نے اس کتاب سے یہ معلوم کر لیا۔ کہ علمائے دیوبند خصوصاً مولوی سرفراز خاں صاحب کے فتوے ہم لوگوں کے لئے اور ہیں۔ مگر اپنے لوگوں کے لئے کچھ اور - جن چیزوں کو ہمارے لئے شرک وبدعت و کفر کہتے ہیں۔ ان ہی چیزوں کو اپنے لئے حلال ومباح سمجھتے ہیں۔ اس کا تازہ ثبوت یہ ہے کہ ابھی حال میں دیو بندیوں کے برادر دینی یقینی فرقہ اہل حدیث کے بڑے پایہ کے عالم مولوی حافظ عنائت اللہ صاحب نے ایک کتاب لکھی عیون زمزم جس میں انہوں نے آیات قرآنیہ کی کھلے بندوں تحریف کی۔ اسلامی عقائد کا انکار کیا۔ چنانچہ انہوں نے لکھا کہ حضرت عیسی علیہ السلام بغیر باپ پیدا نہ ہوئے۔ ان کا باپ تھا جس کا نام یوسف نجار تھا۔ اور لکھا۔ کہ عیسی علیہ اسلام نے بچپن میں کلام نہ کیا اور سورۃ ال عمران و سورۃ مریم کی آیات کے ایسے باطل معنے کئے کہ خدا کی پناہ میں نے علماء اہل حدیث و علماء دیو بند وغیرہم سے بطور استفتاء ان کے متعلق سوالات چھاپے کہ فرماؤ حافظ صاحب مذکور اب مسلمان رہے یا کافر ہو گئے۔ دوسرے فرقوں کی طرف سے فتوے کفر و ارتداد وصول ہوئے۔ مگر دیوبندی و اہل حدیث علماء بالکل خاموش رہے۔ یہ حضرات مسلمانوں کو بات بات پر دھڑادھڑ مشرک و کافر کہتے ہیں۔ اب کیوں خاموش ہیں۔ مولوی سرفراز صاحب کو بھی

یہ اشتہار بھیجا گیا۔ وہ بھی چپ ہو رہے۔ اور حافظ مذکور بدستور ان کا امام و خطیب ہے۔ اس کے پیچھے نمازیں پڑھ رہے ہیں۔ یہ ہے۔ ان ملحدوں کی توحید۔ اللہ رحم فرماوے۔ امین۔

وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔

محمد اقتدار خاں عرف مصطفےٰ میاں
مفتی جامعہ غوثیہ نعیمیہ گجرات پاکستان

حضرت حکیم الامت کی تمام تصانیف اس پتہ سے منگایئے۔

نعیمی کتب خانہ گجرات پاکستان